

رسالہ
۶۶۳

REGA

علیہ السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ

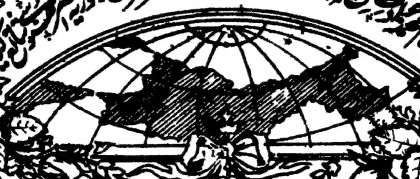
بِسْمِ اللَّهِ

بِسْمِ اللَّهِ

ابو البراقہؓ ظفر ہندی محمد نصیر آبادی جانیسی

فائل سلا فائل منشی فائل یو فائل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



قواعد سہیل مین

- ۱۔ یہ رسالہ سہرا عربی کے پہلے ہفتہ شائع ہوگا۔
- ۲۔ سہیل کی ضخامت فی الحال ۴۴ صفحات سے کم نہ ہوگی۔
- ۳۔ سہیل جلد خریداران کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا۔
- ۴۔ اگر خریدار کے پاس کسی جیسے نہ پہنچ سکے تو ۱۲ روپے عربی تا تک فتر میں اطلاع پہنچنے پر رد ہوا۔
- ۵۔ سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ۱۲ روپے اور ۱۲ روپے ہوگی۔
- ۶۔ جلد رسالت دار سالانہ خط و کتابت بنام ابوالبراعۃ سیطہ محمدی گمر مدیر خاص نہاشر سہیل مین دکنور یہ ٹریٹ لکھو نہا جاہی ہے۔
- ۷۔ مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر چندوں میں سہیل سے متجاوز نہ ہونگے اور میا علم پر ٹیک اترینگے تو بصلہ متن شائع کئے جائینگے۔
- ۸۔ سہیل کو چونکہ آئندہ اپنی کام میں خود بخود حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہو تو سب سے پہلے اگر ناہی لہذا وہ بغیر استثنائت حاضر خدمت نہ ہوگا۔
- ۹۔ نمونہ کا پرچہ ۴ روپے کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا۔ مفت حاضر خدمت نہ ہوگا۔
- ۱۰۔ خریدار ملک پر عرض ہو کہ خط و کتابت کرتے وقت مزید ایسی کا کا اضر ضروریں در نہ قیل نام ممکن۔
- ۱۱۔ جو طلبہ امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ لکھا ناچاہئے۔

اغراض و مقاصد سہیل مین

- ۱۔ ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
- ۲۔ معاندین اسلام و مخالفین مذہب شیعہ کے بیجا اعتراضات اور حملوں کا دفاع۔
- ۳۔ حقیقی اخلاق اسلامی کا نشر۔
- ۴۔ علمی قوی اور مذہبی اور ان ملکی معاملات پر جو مذہب سے متعلق ہوں گے تبصرہ و نقد۔
- ۵۔ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہرین کیلئے بہترین موقع ہو کہ وہ اس کثیر الاشاعت رسالہ کے ذریعے سے نفع اٹھائیں اجرت انہما رات حسب ذیل ہے۔

جگہ	سالانہ	ششماہی	ماہی	ایک ماہ کیلئے
پورا صفحہ	۱۰۰	۵۰	۲۵	۱۰
نصف صفحہ	۵۰	۲۵	۱۲	۵
چھٹھ	۲۵	۱۲	۶	۲

اشاعت انہما ر وصول اجرت پر موقوف ہے رعایت کی گنجائش نہیں۔

Session No. 10.5
Subject: 10.13

المجلس العلمي
بمكة المكرمة
السنه ١٤٣٥
الجزء الاول



المجلس العلمي
بمكة المكرمة
السنه ١٤٣٥
الجزء الثاني



سبیل بین

انصاف و سبیل بین و توحید و کفر
آیا کسی که تنوع به حرم زند

بسم الله الرحمن الرحیم
بسم الله الرحمن الرحیم
بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم
بسم الله الرحمن الرحیم
بسم الله الرحمن الرحیم

۱	سبیل کے آند	۲-۴	میر خاص
۲	انکار حاضرہ	۵-۷	
۳	مواقع الخوم	۸-۱۶	پروفیسر لاناخ فدا میں صاحبی مہر
۴	ہنود پر ہندو	۱۷-۲۱	ہشادیل نوسانی لاہور
۵	کلونج آماز بادش ترنگات	۲۲-۲۶	ایک تحقیق
۶	میر انجم کی خیانت	۲۷-۳۱	میر خاص

تفہیم سہیل کے آنسو

۱۰/۱۲/۱۳۸۵

خدا کی ان نعمتوں پر کیا برکت
سیدہ عالم کی توقیر قبل وفات نبی :-

وحی کا ترجمہ قرآن کا حامل، خدا کا حبیب، باعث ایجاد عالم جب کسی سفر سے پلٹ کے آتا ہے تو سب پہلے اپنی بارگاہِ عتیقہ عصمت پر آکے خاتونِ حُجرت کی سماعتِ رخ کی زیارت کرتا ہے، خدا اپنے محبت پندی کے پھول اس خدیجہ کے عکسِ جلالت پر شمار کرتا ہے۔

جب کبھی کسی سفر میں جانے کا قصد کرتا ہے تو سب پہلے وہ ذات جو نبوت کو اپنی طرف کھینچے ہوئے صلیبِ طاہرہ کی ذات ہوتی ہے جسکو دیکھ کر رسولِ صمد شہمِ نبوت کے گواہِ ماسوائی جی پر یہ کی عظمت کی جھوٹ آپ پر ساقی ہے شمار کرتا ہے اور پیشانی روشن پر جو رکھکچ عفوِ قاضی چند تنظیمی پسہ سے کسفر کی حدودِ رازِ منزل کے قطع کے قابل ہو جاتا ہے۔

جبریل سا کھوے قرب آتا ہے مگر سیکرِ نبوت میں کوئی جنبش نہیں، قرآن اُترتا ہے مگر رسولِ انبی جگہ نہیں چھوڑتا، نفسِ رسول آتا ہے مگر اسے کوئی حرکت نہیں ہوتی ہاں عالم کی خود بخود مریم کی شرفِ آسیہ کی غرورِ حُجرت کی سراجِ رسول کی تحتِ جگرِ حُجرت آتی ہے تو نبوت کے اطمینان میں تنظیمی جرمِ پیدائش ہوتا ہے اور نبیِ مرسلِ عظیم اس قدر کھڑے ہو جانے کے لیے مجبور ہوتا ہے :- کیا دنیا ان مشاہدات کو بحولِ سکتی ہے، کیا یہ اُبھرے ہوئے نفقہ بھی صلیبِ صلیب سے عموماً کہتے ہیں ؟ ملاحظہ : تعلیم و تکریم کی تصویریں پیش نظر ہیں ۔ اودھیں گی ۔

سیدہ کی تعلیم بعد وفات نبی :-

تعلیم کرنے والا گری نیند میں سو رہا ہے مگر اسکی ظاہر روحِ سیدہ کی عظمت کے لیے ہنوز بیدار ہے کبھی ہی طرح خادم بنا ہوا ہے جس طرح پہلے تھا کیونکہ گھر بے لائیں علمِ حکمت ہی طرح خیرِ دین ہی جیسے پہلے تھی کیونکہ بابِ علم موجود ہے، وحی کے سلسلے ضرور قطع ہو گئے مگر هنوز ملائکہ کے پہنوں کی

آواز ہی پہنچ گئی تھی ہے، ہر وہ لگیا؟ دنیا پرستوں کا مزاج! ادا یا بدلا جس کی امید
خواب پرست طبیعتوں کو نہ تھی۔

سیدہ کی خوشی بھی بدل گئی کاروانِ شک ہے کہ رکتا ہی نہیں، تار و فریاد کی آوازیں لگے
خواب ناز میں غل ادا ہوئے لگیں جھکواپنے رسول کے مرنے کا اتنا بھی رنج نہ تھا جتنا اپنے کسی
دوست یا عزیز کا ہو سکتا ہے، وہ نہ نیند نہ آتی اور خواب بڑا ناہوں کی شکایت نہ کی جاتی۔
سیدہ کے دل پہلنے کی صحت ہی کیا تھی، کچھ نکر باپ کے غم نے کسی قابل نہ رکھا تھا،
ہاں انہیں بچوں سے کچھ دل پہلنا تھا محمد رسول کے کاندھ کی زینت آنکھوں کی ٹھنڈک، اور
دل کے سروے تھے،

وہ کون سی ہستی ہے جو اپنے باپ کے تبرکات ادا اپنا غم جو حق دنیا میں نہیں مانگتی یہ چیزیں
اگر کسی حادثہ کے پاس آجاتی ہیں تو اس کے دل کی منظرانی کیفیات میں سکون اور سکون
میں مسرت کی جھلک نظر آتی ہے۔

جیسے ابھی تک کانوں میں وہ آواز آتی ہے کہ سیدہ قریش کی عورتوں کے گروہ میں اپنے
باپ کی سجد میں قرآن کی آیتوں کو مدھکا رہا ہے ہوئے اپنا حق طلب کر رہی ہیں ادا سجد
مؤخر پہلے یہ کہ سجد کا ہر ہر فرد سیدہ کی آواز کی کانپنا اپنے آنسوؤں سے کر رہا ہے یہ فیالوں
کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں مگر سنگسہ ہوت و سنگدل از فو کا دل نہیں سمجھتا، بلکہ دھجے کے بہانے
منہ پرستی کے ثبوت میں قراٹے جاتے ہیں۔

کیا سیدہ یوحنا کو رسول سے کچھ مانگتی تو وہ دانا لیکان کا حق واضح تھا یہی جواب
دیتے؟ ادا اس حالت میں جب کہ سیدہ کا دل فراق پر میں خون ہو رہا ہو، شرم اسلام ہوا
شرم یہ ہے ظانہ اذ ثبوت کی قطعیت جس پر گروہ اسلامی غم و مہابت کرتا ہے،

جبے اب تک یہ آواز کانوں میں آرہی ہے کہ کوئی اپنی حریف آوازیں کہہ رہے
یا بن الخطاب جثت لتخوق داس نا (ارے کیوں میرا گھر چلنے آیا ہے؟) اور اس میں تو

رسولؐ کے نواسے حسنؓ اور حسینؓ بھی ہیں "یہ دل ہلا دینے والی حدوناک آواز جو عرش کو ہلا رہی تھی ظاہر کر رہی تھی کہ نبیؐ کی منزلت بعد رسولؐ اتنی گھٹی کہ اسے حسنؓ اور حسینؓ کا ذکر کر کے رسولؐ کی محبت پر جو ان سے تھی، روشنی ڈالنی پڑی اور یوں بچاؤ کی صورت نکالنی پڑی۔

دنیا دیکھے اور غور کرے، احراق نہ مہی صرف ارادہ سہی کما نیک اخلاق اسکی اجازت دیتا ہے، کما نیک رسولؐ کی محبت اسکو جائز قرار دیتی ہے، کیا ہمارا رسولؐ ایسا ہی تھا؟ اور اسے یہی سبق دیے تھے؟

دل اور وہ بھی عورت کا دل کماں تک ان مصائب کو برداشت کر سکتا تھا، باپ کی محبوب ہستی کا خراق، حق مانگنے پر بھی نہ ملنا، دروازہ پر سلام کرنے والوں کا فقدان محبت کے دعویداروں کا نفاق، جلالت و عظمت کی سبکی، یہ تمام وہ باتیں تھیں جنہیں سے ہر ایک سید عالم کے لیے روح فرسا تھی، چہ جائیکہ یہ سب، آخر تیسری جہادی الاخری کو بیت المحزن کا چراغ بجھا اور وہ آغوش نبیؐ کا پروردہ پھول جو اپنی حق طلبی کی وجہ سے کانٹا سا کھٹکتا تھا بچ والہ کی تیز آندھی میں گرا، اور وہ قبر نبیؐ کی زینت، مودعہ رب العزت و شرف کے لیے اپنے حق سے خاموش ہو گئی۔ و سيعلموا الذین ظلموا ای منقلب یتقلبون۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ جفا پرستوں نے رونے سے تکلیف کی شکایت کر کے سید کو گھر سے بیت المحزن جانے پر مجبور کیا تھا، اس اخلاق پر نظر کرو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ سید میں رسالت کی کتنی جھلک نظر آتی تھی، کہ اپنے گھر کو دوسروں کی راحت کے لیے چھوڑا، ایک زمانہ انھیں نجس روحوں کا وہ آیا کہ آج صحت مند طہارت یعنی جنت البقیع جس میں وہ منظم مدفون تھیں بر باد کر ڈالی گئی، سچ ہے مسجد نبویؐ اور بیت اللہ اگر خلفاء کے زمانے میں نہ کھودا جاتا تو یہ جرات اور یہ جسارت ایمان دشمن دلوں کی نہوتی۔

وہ سچ کا فرقہ نہ کندہ انچہ مسلمان کرندہ

افکار مضارہ

تو یوں کوئی دقتصری میں ہمہ کبر و محبہ بوجہی است

ربیع الاول کے رسالہ میں پھر وہی بانگ بے ہنگام ہے اور پھر وہی یادہ گوئی کہ سہیل میں
حالوں نے سہیل میں نہیں نہ بھیجا، اور نائیڈیٹر اصلاح نے کوئی جواب دیا وغیرہ وغیرہ، ایسا معلوم
ہوتا ہے جیسے مدیرانہم نے اپنا پرچہ دفتر سہیل میں بھیجا تھا اور سہیل مبادلہ میں نہیں گیا سچ اتنا
اور جاری الاخریٰ کا سہیل میں دیکھو تمہاری اس فریاد کا جواب اس میں موجود ہے۔

سہیل کے پاس باوجود طلب انجم نہیں آتا اگر کوہ کسی کسی صورت سے اسے حاصل کر کے اسکی
مدیدہ جنوں کا جواب دیتا ہے مگر انجم والوں کو سہیل کے حاصل کرنے کا راستہ نہیں ٹھکانا دیتا
کیونکہ اسکی ضیاء باری سوا کفر کو فنا کرتی ہے اور انجم کی آنکھوں میں خیرگی پیدا کرتی ہے۔

اگر آپ کو اپنے مذہب باطل کی حقیقت ثابت کرنا مقصود ہے تو انجم بھیجیے سہیل بھی صاف
عذاب بن کر گرے گا منظور نہیں تو کمیت خرچ کر کے منگو ایسے۔ غل جھانے اور عامیوں کی طرح قانون قادی
سے کوئی نتیجہ نہیں۔

’انجم‘ دنیا بھر میں گشت لگاتا ہے اور کٹکول بدست سعدی کے اس شعر پر کار بند
نظر آتا ہے.....

دزدن ہر چند بے گماں برسد شطرنج است جستن از در ہا

مگر دفتر سہیل میں نہیں آتا کیوں؟ اس لیے کہ.....

گو کسے ہے اجل نہ خواہد مرد تو مرد و دبا نہ اشد و دبا

نوٹ (خط و کتابت قبل قواعد سہیل ملاحظہ فرمائیے)

قابل تالیف مثال

فدا تلخ زمین چوندی نہ کم یابی صدی لاتیر تر خواں چل آگروں بنی
میں سید محمد فیض صاحب کا علمی سرشتہاں یاد است بلوام ہمد کا شکر گرد ہوں کہ مدوح نے صرف
اپنے نہ ہی اہل ایمانی تحریک پر بلکہ مین کو متعدد خریدار دیے اور بغیر سکے کہ مجھ سے اور مدوح سے کسی کا
تعارف نہ ہو یا کبھی کی ملاقات اپنے آپس میں نہ ہوئی خدا انہیں جزا دے خیر عنایت کرے اعلیٰ جہاں
ہمارے ہر فزوں پیدا کرے۔ آمین!

دام تزیو بر نگار

زگرے کر جو اسے کفر خیز د چہ نقصاں موکب پیہری ما
بھگوار کے دیکھنے سے عجیب عجیب انکشافات ہوا کرتے ہیں چنانچہ ان کی بھی نو بہرہ میں ایک عجیب
شے نظر سے گزری اپنی باب ہفت اشارات میں جو عبارات دیے گئے ہیں اس باب پر اس کے متعلق بھی
کچھ تذکرہ ہے جو کچھ لکھا گیا رہنوں کے متعلق ہوا یا خضر کے متعلق یا جناب سید کے متعلق یہ تمام باتیں
نقش لعل کی حیثیت نہیں رکھتیں بلکہ اس سے پیشتر سر سید احمد نے اپنی قابلیت کا اعلان انہیں باتوں کا
اظہار کر کے کیا ہے جس کا آموختہ ہمارا نام بھگوار سنگار ہے۔

ان کی مرتبہ کا پہلے انکشاف یہ ہے کہ رہنوں میں نہیں ہے کیوں؟ اس کی دلیل یہ ہے
کہ قرآنی آیت اللہ فی ہظنہ الی یوم یبعثون میں رہنوں کے ساتھ جو فریاد کی جاتی ہے وہ
حوت کی طرف نہیں پھر سکتی کیونکہ حوت مرنے والی ہے اور میرے نزدیک ہے۔

معلوم ہمارے فاضل ڈاکٹر کو کس چیز سے یہ دھوکھا پیدا ہوا کہ کون سے خیال نے تحقیق کا سرے
نہو یا شاید حوت میں تارے تانیث سمجھ کر اس کے ٹوٹنے کا قرآن جاری کیا ہو یا ممکن ہو حوت
کا ترجمہ اردو میں مچھلی کہا ہو اور مچھلی پہ چاری چونکہ زبان اردو میں عام تانیث سے دلچسپ ہے لہذا اسکے
پرستی لفظ وہ چاہے جس زبان کا بھی ہو اسکو بھی پہلا فاضل ڈاکٹر ٹوٹا ہے سمجھا۔

باسمہ سبحانہ

مواقع النجوم

قال الشيخ سراج الدين حسن بن عديش القرشي التميمي
 ونسبة الى حدة لاديب القاسم بن محمد بن ابي بكر
 الصديق رضي الله عنهم اجمعين المحدثين ونسبة الى
 حدة لادم ابيه عبد الله بن عمر بن الخطاب الاموي
 ونسبة الى حدة لادمه ايان بن عثمان الاحموي
 البجلي الدمشقي خافي (نسبة الى بعض اجداده
 لاديب وكان امراء الملك حلال الدين بكمبر هك وشمس
 هذا ما استحسنه التقاطع من كتابي اعلام النبوة
 في فوائد دها في سرر ولم يسبقني احد من
 اصحابنا في تفسير قوله في سورة الواقعة
 فلا اقسم بمواقع النجوم وانه لا قسم لو تعلموا
 عظيم الاية وتخييل المرام منه والنظر فيه وما
 ويسبقني الله سبحانه مع تفسير لمعنى المرام من
 تلك المواقف في هذه الكمية فاقول بالله التوفيق
 ان قوله تعالى فلا اقسم بمواقع النجوم بيانه
 سبحانه قد اقسم في هذه الكمية بمواقع النجوم
 لا بنفس النجوم التي وقعت فيها فان النجوم كلها
 اما هي النجوم المشاهدة في السماء في كل ليلة
 او هي الاخر غير ما عرفت بالنجوم ان كان الاول

باسمہ سبحانہ

مواقع النجوم

شيخ محمد سراج الدين حسن بن عديش القرشي التميمي
 والد له من قبل حضرت قاسم بن محمد بن ابي بكر الصديق
 عدوي ذكره انك والدي والد له من قبل قاسم بن محمد بن
 عمر بن الخطاب كدرة بني عدوي (تھے) عدوي ذكره انك
 انك والد له من قبل قاسم بن ايان بن عثمان بن ابي
 سے تھے) ياني ميني درشن خافي ذكره انك والدي
 درشن خان تھے جولد ورمود وداكر ادا شاه دلي سے قلم
 نے بيان کیا کہ یہ ہی خلاصہ اس فقیر کا جو میں نے اپنی کتاب
 اعلام النور بنو احمد دہانی سر اس میں لکھا ہے اور مجھے سے پیش
 میں کسی نے تفسیر کرتے ہوئے وہ وقت فلا قسم بمواقع النجوم
 ما نفقہ من تعلم عظیم کی تفسیر اس کی مراد کی تفسیر
 میں سبقت نہیں کی کہ فقط مواقع سے مراد وہ کار عالم کی
 اور نجوم سے کیا مراد ہے پس میں توفیق خداوندی عرض کرتا
 ہوں کہ یہ وہ کار عالم نے اس آیت دہانی دہانی میں قسم یاد رکھی
 ہے مواقع نجوم کی نہ خود نجوم کی جو ان میں مواقع ہیں تو کیا
 مراد نجوم سے یہی سیارے ہیں جو ہر شب ہم کو آسمان پر
 دکھائی دیتے ہیں یا ان کے سوا کوئی اور شے ہے جس سے
 نجوم کے ساتھ تعبیر ہوئی ہے اگر شمس اولیٰ صبح ہو تو یہ واقع
 اس فضا و خالی کے جسے ہر جگہ جہیں سیارے تارک

والا وصیاء ولا سیما پسند تا ہم صلوات اللہ
 علیہ والہ افضل و اشرف من ہذا العظیم بل
 ہو علتہ لوجہ اولکائنات با مرہا و کلہا دنیا
 تبیین فی موضعہا من کتب ائمۃ الحدیث و
 اصحابنا المتکلمین بلا سیما کتابنا منہ عقل
 و بعض حواشیہا علی قصیدتنا المعروفہ اشہد
 بلامتہ الحسن و غیرہا من الکتب الامامیہ کہ
 تکرر ہذا العظیم افضل منہ صلوات اللہ علیہ
 حق یکوی العظیم بما تمنا علیہا و معلوم ان
 القسم بالاعظیم لا یجزم حضور مقسم و عن
 افضل من ہذا المتقسم بہ الا لا یوصف
 القسم بہ علیہ و ذلک ان اللہ اقسم بالقرآن
 العزیز یا صافات من الملائکۃ و ہی اعیان افضل
 و اشرف فی الخلق من ہذا العظیم الحق لا
 عقل و لیست بذوات نفس و لا بایہ و لا عقل
 فکیف یکون الذی لا یحیط بالشرک من اللہ
 یحیط بمع ذلک فلم یصف سبحانہ تعالیٰ قسمہ
 بہ قسم علیہ انہ من ہذا القرآن و من ہذا
 ان العظیم الذی کما فی ہذا الایۃ الکریمۃ
 غیر العظیم المربط بالظاہر فی السام فی حق
 اللہ و اللہ و کتب فیہ منہ فی السام فی حق

و دوسرا و بالخصوص ہاں ہے سالک چھلوات علیہ
 بالیقین ان خیم ساری سے افضل و اشرف من ہذا
 کل کائنات کے ہیں جیسا کہ کتب ائمہ حدیث و کتب شیعہ کے
 تصانیف سے اور بالخصوص سیری کتابت سید علی اور میرے
 قصیدہ مشرودہ لامتہ اللہ کے بعض حواشی سے ظاہر و
 ثابت ہے۔ پس یہ کہہ کر سادہ حضرت سے افضل چکے
 ہیں کہ ان کی قسم ہی اعظم ہے کہ یہ بھی معلوم ہو کہ کسی
 قسم کو اعظم نہیں کہہ سکتے جبکہ جسکی قسم یا کسی قسم
 عزیز تر اور برتر و برتر ہے جو دوسرا بیان آگاہ ہے
 کہ پھر دیکھا کہ عالم نے قرآن عزیز میں مختلف اسامی ملے
 عظیم اسلام کی قسم یاد فرمائی جو اور وہ بھی شاندار
 سے افضل ہیں انہی خلقت میں شماروں سے جو غیر قابل
 ہیں اور نہ انکے لیے نفوس ہیں اور نہ ذوات عقل ہیں
 پھر یہ کہ جسے غائی عقل نہیں جو وہی عقل ہو کہ سے
 فیہل ہو سکتی ہو یا وصف اسکے بھی خدا نے انکے کی
 قسم کھائی ہے اور اسی کو قسم عظیم نہیں قرار دیا ہے
 عظیم ہوا کہ یعنی ان قرآن و وجہ سے کہ جسکی شماروں کا
 ذکر اس آیت میں ہے کہ وہ اسی شماروں کے علاوہ ہیں جو
 کی سیاحت میں ہیں مکلفی دیتے ہیں جسکی کتابت ہر وہ
 جسکی کتابت ہے کہ سادہ شمار ہو سکتے ہیں
 چھوٹا ذکر اس کے کہ کہ جسکی شمار ہو سکتے ہیں

بہنہ النجوم فی هذا المقام فاقول ان النجوم
قد یبصرها فی لسان الشریع باهل البیت
سلام الله علیہم فیما دللت علیہ روایہ علی ابن
ابراہیم النقی من قد ما ع اصحابنا فی تفسیر
المعروف المتداول بین النعمیہ الموعول علیہ
فی تفسیر قولہ فی سورة الانعام وهو انما
جعل لکم النجوم لتہتدوا بہا فی ظلمات البر والبحر
قد فصلنا الایات لقوم یعلمون الا یہ فی
حدیث صحیح رواہ عن امیہ ابراہیم عن ابیہ
عن بعض اصحابہ عن ابی عبد الله علیہ السلام
قال النجوم ال محمد علیہما السلام فقد تقرران
النجوم فی القرآن العزیز ایدیم (متماہل البیت
علیہما السلام فی غیر واحد من مواضع القرآن
العزیز وتغنیہ اهل البیت بالنجوم قد ورد فی
عدہ احادیث من طرق العامۃ وقد افرد
السیوطی من علماء عصر کتاباً مخصوصاً سماہ
باجیاء المیت اور ذہبیہ خصوصاً عدیدہ من
طریقہم فلیراجع الیہ وعلیم ان القریطین
المتباغضین اذا اتفقا علی راء یشی وجب
المصباح لیموجب ان یکون مثل ہذا روایۃ
صحیحہ بحسب تفتیۃ العقل فقد بین الی النجوم

کتابان فرج میں نجوم سے کبھی کبھی المہ البیت علیہم السلام
سے بھی تعبیر ہوتی ہے جیسا کہ کتاب علی ابن ابیہم میں مذکور
کی ایک روایت اس پر دلالت کرتی ہے کہ نور گوارہ ہمارے ہمارے
اصحاب سے ہیں انکی تفسیر شہرہ راہ ریشیوں میں متداول ہو رہی
تفسیر قرآنی میں شیعوں کے یہاں اس پر ملاحظہ ہو کہ آیۃ
کریمہ سورہ انعام وهو الذی جعل لکم النجوم لیتہتدوا
بہا فی ظلمات البر والبحر قد فصلنا الایات لقوم
یعلمون آیۃ کی تفسیر میں ایک حدیث صحیح روایت فرماتے
ہیں جامعوں نے اپنے اہل حضرت ابراہیم سے منقول روایات
نے اپنے بعض اصحاب کے ہاں انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام
سے انھوں نے فرمایا کہ نجوم سے مراد آن محمد علیہم السلام ہیں یہ
معلوم ہوا کہ لفظ نجوم سے انکہ البیت متعدد موضع قرآن مجید
عزیز میں مراد ہے اور البیت کی تشبیہ شاہد سے اہلسنت
کے متعدد امام دیرک و نصوص ہیں اور وہ ادر علیہ السلام نے
ایک خاص کتاب تحریر کی ہے جس کا نام احیاء المیت ہے یہی
انھوں نے متعدد نصوص طرق ائمہ اہلسنت سے نقل کیے ہیں
اسکو دیکھنا چاہیے جو معلوم ہوا کہ لفظ نجوم سے وہاں تک کہ وہاں تک کہ وہ
جو آپس میں دشمنی رکھتے ہیں اگر کسی روایت کی بناء پر متفق ہو جائیں
تو وہ روایت ضوفاً قابل قبول ہوگی اور اگر متضام ہو تو صحیح
قرآن یا روایت سے ظہور نہ ہوگا جس سے ثابت ہو کہ اس آیت
کریمہ میں ہمارے خدا نے انکی قسم کھائی ہے وہاں تک کہ البیت

الذي كونه في هذه الآية اكره حتى يحل بغيره من غير ما
 ائمة اهل البيت صلوات الله عليهم اجمعين قلقت
 ما فقهوا في الشيء الذي ذكر في النسخ اقسم بها السجل
 وعن هذا عتق اهل البيت صلوات الله عليهم عتقوا
 لا بد انهم من تعيين المراء بالواقف بطلان فيهم و
 تفصيل من هذا في هذه الشريعة فيقول هذا في المراء
 بالموطن والحال فتشير في الماضي الى ابد وقوله ان
 المتبادرين معنى هو وقوع هو سقوط الشيء من الاعلى
 الى الاسفل كخسوف الشمس كالجهر في السور
 موضع من الارض فاما ان يكون كل موضع في الارض
 فيجب فيه جسم يكون موقفه فهو بعيد جدا فان
 وجود الجسم في موضع لا يمكن ان يكون في وقت واحد
 فيكون في كل واحد من الارض في كل واحد من الارض
 لا على وجه السقوط بل على وجه الحركة والانتقال
 من موضع الى موضع او على وجه الغياب والاحضور
 فلو ان في البيت فان البيت في غير موضع
 الارض ولا يقال انه قد عرف في هذا الموضع ان المتبادرين
 من هذا الاستقراء في كل حال فليس هو انهم
 كانه ما يقال في الارض ساكنة الى الموضع السور
 يتنازع في النسب الطائفة كما هو الموضع من غير ما
 في الفهم فمما يقال البيت ذو وقع في موضع الفهم

ہم اس میں دیکھتے ہیں کہ خطہ سابق کی تقسیم
ملا کر یا خود سے کر کے کیا سبق دے سکتے ہیں ہم
تھے جن کا اس خطہ سابق سے تعلق تھا اس کا یہ کہ
ہم میں یہ ایک ہی قسم کا ہوتے تھے اس طرح کہ
تھوڑے دنوں کے فاصلے پر گزرتا تھا تو یہ کسی بوج
بہت معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ مٹی یا لٹاؤ کے کسی
شے کا گھر بنانے کا یہ اس سے پہلے گہری دیکھ کر ہی ہم
یا پھر بنانے میں پرکھ رہے ہیں ہم میں کسی پرکھ بگلا
جائے وہ جگہ اسکی توقع ہو یہ تیار ہے یہ کہ ایک شخص
کسی پرکھ کسی جگہ :! اب اس سے یہ فاصلہ نہیں اب تک
اس واقعہ پر کسی اونچے اور بلند مقام سے جگہ کا
کر کوئی جسم نہیں کرے گا وہیں :! ایک اور جگہ کا
کی وجہ سے نہ کرے گا ایک مقام سے دوسرے مقام پر
باندھ کر صورت میں جس طرح سختی اور دھڑکی
پائی جاتی ہے کہ یہ صورت میں کسی مقام میں بنائی
ہے لیکن یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ خطہ سابق کی کسی جگہ
سے قبلا وہیں گئے ہوں یہ اس کی جگہ سے نہیں نکلا
واقعہ تھے یہ گرا کہ آسمان سے زمین پر گرا جاتا
اسی طرح وہ ضرور سے متاثر اور متاثر ہے خیر
انکی صورت سے جو کہیں بھی میں متعلق ہیں معلوم ہوتا
ہے ان کو ہر کوئی اس کی طرف سے کہہ سکتا ہے

ثلاث المصارع والمشاہد واعظم قدرها
حتى اقسام بها ووصفت قسمها قسمًا
عظيمًا وهذا من جهة نسبتها الى هوالاثر
عليها السلام واعلاء قدرهم ومنزلتهم
عند الله عز وجل واعلام الخلق برفع
منزلتهم ومقامهم وهذا والمعنى اقرب
الى الناصر من المعنى الاول فيما احسب
والله سبحانه اعلم بما ادا كلامه على وجه
الحق اليقين والواهب العقل الحمد
بلانهاية -

جن کے لئے اور فقیر سے عقلیں مرہوش ہو جاتی ہیں گلا
فرائی اسی بے ہودہ رنگہ را عالم نے انکے مشاہد کو نہایت
عزیز فرمایا اور انکی قدر و منزلت کو بڑھایا یہاں تک کہ انکی
قسم یا دروائی اور اس قسم کو قسم عظیم کا شرف عطا فرمایا۔ یہ
محض ان المرہطیم السلام کی وجہ سے اس نے خدا کا
مقصود ان المرہطیم السلام کی رفع منزلت اور اس
انہی مخلوقات کا عظام فرمایا اور وقت کرنا تھا یعنی یہ
کرمیہ کے بسبت معنی اول کے نہایت درجہ افضل اور اقرب
الى الذہن میرے خیال میں معلوم ہوتے ہیں واللہ اعلم
والواهب العقل الحمد بلانهاية

عاشق شیخ فخر حسین قریشی تہجدی ماسک روشن طانی المبدأ اللہ! لالہ والا لانی بحق اسما المثل

ناموس اسلام ایک جدید تصنیف ہے جسے اشہد حسین معلوم کی منزلت اور آپ کی خصوصیات پر ایک
شان حسین میں تیز روشنی ڈالتی ہے، گو کہ اس طرح کی کئی کتابیں نظر سے گزری ہیں مگر ناموس اسلام کا طرز
حصہ اول بیان تحقیق مطالب اور عنوانات اپنے آپ ہی نظیر ہیں، امام سیدم کے تمام وہ طرز ہی خصوصیات

جن سے اور انسان کا جاہل رہنا ایک حقیقت کا گناہ ہے، ہمیں مندرجہ ہیں لائق مصنف نے تحقیق سے کافی
ہتمام لیا ہے اور کتب فریقین سے ان دافعات کو درج کیا ہے جو محک حقیقت و اعتبار پر ٹھیک اترتے ہیں اس
کتاب کا حجم دوسو صفحوں سے زیادہ ہے لکھائی چھپائی بھی سید نفیس ہے ان تمام باتوں کا لحاظ کر کے کسی
قیمت جو صرف پھر ہے غالباً علم دوست طبقے کے لیے باگران نہ ہو، مجھے امید ہے کہ اسلامی دنیا کی ہر فرد
اس کو دیکھنے کی کوشش کرے گی۔ خداوند عالم مولوی مخدوم محمد ہاشم صاحب پشاور ہی جو اس کتاب
کے مصنف ہیں ان کے جزا سے خیر عنایت فرمائے اور ان کا انتہاک توفیق انکس سے ہو پھرے۔

کامیاب خاں جنرل ایٹونڈ ٹیپالہ سے طلب فرمائیے۔

طَائِبُ الْبَيْتِ فِي صَلَاتِهِ

ہمسوہ پر ہنسو

فقہ ہنسوہ میں غصہ معلوم کو لہذا بھول لیا چہ شخص اپنی دانست میں جو رالائین کا جواب لکھنے بیٹھا جو جس نے اپنے بے سرو پا باتوں سے صفحات انجم کو زعفران ناکر شہر بنا رکھا ہے نہ استدلال کا پتہ نہ طلیعت کی بھائی سی تحریر سے نہ معلوم کیا فائدہ سمجھا گیا اور اس پر طرہ یہ کہ اتنا بڑا روزنی ایڈیٹر جن مضمون کو پسند کر کے پرچہ میں اور گندگی پیدا کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے کہ بوتر باکو تر باز یا باؤ کہ نہ تجھیں باہم جنس پرورداد میری سمجھ اس امر سے قاصر ہے کہ اس تحریر میں کس چیز کا جواب دوں تاہم اس لیے کچھ لکھنا ضرور ہے کہ کاتب مضمون کی دل شکستی نہ ہو۔

کاتب مضمون نے ہمارے اور اپنے درمیان میں یہ فرق بتایا ہے کہ ہمارے ائمہ متقی ہیں ان کے ائمہ شیعہ ہیں کس قدر پر مغز فرق ہے کہ اگر آپ بیان نہ کویتے تو یہ ہرگز کسی کی سمجھ میں نہ آتا مگر میں یہ فرمایا ہے کہ شیعہ امام حسنؑ کی اولاد میں کسی کو امام نہیں جانتے ہم امام حسن اور امام حسین دونوں کی اولاد کو امام جانتے ہیں چنانچہ پیران پیر حضرت امام حسنؑ کی اولاد میں ہمارے امام ہیں چنانچہ پیران پیر کے جملہ سے کیا اچھا استدلال دونوں بھائیوں کی اولاد کی امامت پر قائم ہوا ہے آپ کے جملے تو بتاتے ہیں کہ تمام اولاد امام حسن اور امام حسین آپ کے امام ہیں لیکن مثال فقط پیران پیر کی دیکھائی ہے اچھا خیال لیکن تکلیف گوارا کر کے پیران پیر کے معنی ارشاد ہوں یہ اضافت کیسی ہے یہ ایک شخص بہت آدمی کو بول گیا۔ نمبر میں فرمایا ہے کہ شیعہ حضرت امام حسینؑ کی اولاد میں ہر امام کے ایک لڑکے کو امام مانتے ہیں حالانکہ آپ امام کی جتنی اولادیں ہیں سب کو امام مانتے ہیں اگر یہ سچ تو بندہ بھی حضرت امام حسنؑ کی اولاد سے ہے میری امامت بھی آپ کے نزدیک مسلم ہونا چاہیے تاکہ آپ میں اور شیعوں میں فرق واضح ہو جائے پہلے منظر میں صفحات ائمہ شیعہ بیان فرماتے ہیں ناظرین غور فرمائیں کہ اس میں کتنے عیوب ہیں ائمہ شیعہ ران مادہ سے پیدا جوتے ہیں، اچھا اب آپ بتائیں کہ ائمہ اہلسنت کہاں سے پیدا ہوتے ہیں؟

یہ فرماتا کہ حالانکہ حضرت رسول کا حکم مادر سے پیدا ہونا لکھا ہے "عجیب چیز ہے اولاد عبارت
 حق یقین صفحہ ۲۳ مطبوعہ لکھنؤ ہے دوم چوں کہ حکم مادر زیری آید دستار ایزدین میگذازدانیاً
 کیا جو بچہ ران سے پیدا ہو وہ حکم سے ران تک نہیں آتا کیا آپ حکم کے معنی اتیک نہیں سمجھے یہ تو ہمیں
 کہا گیا کہ وہ بطن مادر سے الگ تھے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ انکے ظاہر ہونے کا مقام اور ہے لیکن آپ
 اپنے اوپر ہر ایک کا قیاس ضروری سمجھتے ہیں اسے جناب جس نے آدم کو خاک سے پیدا کر دیا اور
 حوا کو آدم کی بائیں پسلی سے اسے ران سے پیدا کرنے میں کیا وقت پیش آ سکتی ہے۔ اب یہ تین عدد
 لفظ شرمؔ جو آپ نے لکھ دیے ہیں وہ حصہ تسلیم کر دیجیے۔ اسلان کو اخلاص سے یہی حصہ سمی۔
 اسکے بعد تمام وہ شرائط جو کسی خلیفۃ الارض میں عقلاً ہونے چاہئیں انکا تذکرہ کیا ہے اور
 یہ بھی کہ جو منکر خلیفۃ الارض ہے وہ کافر ہے۔ چونکہ مضمون نگار پاس ایسے نمونے جنہیں ایسے
 جلیل اوصاف موجد ہوں۔ نہیں ہیں ایسے اسکے نظریں یہ اوصاف عقلا ہیں اور یہ کو متوجہ
 لہجہ میں شیعوں کی کتابوں سے نقل کرتا ہے کاش وہ ان اوصاف کو مقبول دلیلوں سے رد کرتا جسکی
 وجہ سے ناظرین کو قبح مذہب ہا مایہ نظر آتا لیکن صرت ہو جسے کہ یہ اوصاف جماد میں شیعوں مذہب ہا
 معتبر ہیں خلفا اور ائمہ اہلسنت میں نہیں پائے جاتے وہ رد کر دینے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یہ عقلی
 سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب خلفا یا ائمہ اہلسنت میں کوئی متنازعہ وصف نہیں بلکہ سواد عام کی طرح
 وہ بھی ہیں تو وہ کون سے وجہ ہو جسے جنکی وجہ سے عمومی شخص تمام مسلمانوں پر پھر ان تسلیم کر لیجئے
 اب ان اوصاف پر بھی نظر کرنی چاہیے جو اُسے شیعوں کے اعتقادات کے بنا کر لکھے ہیں اور چونکہ وہ لکھ
 انکاری لہجہ میں لکھتا ہے لہذا اسکے نزدیک ائمہ میں انکا وجہ نہ ہونا چاہیے۔ (۱) ائمہ بالعرفان فی علم الکلام
 انہو واجبہ، لیکن نامہ نگار کی رائے میں ایسا نہ ہونا چاہیے بلکہ اسکے خلاف ہونا چاہیے اور وہ وجہ
 ممکن ہے ایک یہ کہ وہ اچھی باتوں سے روکیں اور بُری باتوں کا حکم دیں یا یہ کہ نہ اچھی باتوں کا حکم دیں
 نہ بُری باتوں سے روکیں پہلی صورت میں ایسے امام فاسق و فاجر سے معمولی افراد امت بہتر ہوتے
 اور دوسری صورت کے فرض پر اسکا وجہ عدم دعویٰ برابر ہوگا کیونکہ نصب امام کسی باتوں کے یہ ضروری

اور جب یہ اوصاف ان میں کم ہو گئے تو حتماً ایسی امامت کے فرض کرنے سے کوئی عامل نہیں مذہب کی رکاکت اور عقل کی سبکی اسی سے معلوم چمک رہی ہے کہ وہ صحت جمیل جو قرآن میں ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے

وَلَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ طَائِفَةٌ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

یہ لوگ ہونے چاہئیں جو اچھی باتوں کا حکم دیں اور بُری باتوں سے روکیں جو چیزیں قرآن میں حکم کی صورت میں مذکور ہیں ان پر استہرا کرنا اور انکی منہی اور اناس ایمان بالقرآن پر روشنی ڈالنا ہے جسکا دعویٰ ایدہ طائر الخیم کو ہے۔

۴) حفاظتِ شریعت ہوتے ہیں، اس شرط کے مسلم ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور اہل عقل و حکمت اس بات پر متفق ہیں چنانچہ شیخ الرئیس علی بن سینانے کتاب اشارات میں بعد تذکرہ دلیلِ نبوت اسکا تذکرہ کیا ہے لیکن نام نگار چونکہ عامی المذہب اور عالمی المذہب ہے لہذا اسکے نظریے میں یہ شرط امام میں قابلِ مضحکہ ہے اور بیان اور انداز بیان سے صاف روشن اور آشکار ہے کہ اسکے یہاں کے امام نہ اہل المعروف اور نہ ہی اہل انکر سے کوئی علاقہ رکھتے ہیں نہ حفظِ شریعت کے کوئی تعلق اور لطف سے ہے نہ انکو جانشینِ پیغمبر کہا جاتا ہے حالانکہ پیغمبر جو حسین یہ تمام صفات بدرجہ تمام و کمال موجود تھے قلبِ منکوس اسکا نام ہے کہ اچھی باتیں نظر میں نہ آ سکتی ہوں (ایسے اٹلے دماغوں کا کیا کہنا ۴۷) اہل ہل کو مغلوب کرتے ہیں دین حق کو غالب کرتے ہیں بیشک رسل بھی ایسی ہی ہوتے ہیں اور ائمہ واجب الاتباع بھی ایسے ہی ہوتے چاہئیں (۵) استیجابِ اللہ ہوتے ہیں یہ اسلئے کہ شرائطِ استیجابت ان میں موجود ہوتے ہیں خدا کا وعدہ استیجابت دعا کو عام ہے جیسا کہ قولِ باری عز و جل ادعونی استجب لکم یعنی پکارو میں تمہیں جواب دوں گا، استغاثت ہے لیکن یہ عہدِ خدا جب وفا ہونے کے قابل ہے جب بندے بھی اسکے عہد پر وفا کریں جیسا کہ آیہ کریمہ قرآنی اوفوا بعہدی اوف بعہدکم تم میرے عہد پر وفا کرو میں تمہارے عہد پر وفا کروں گا اسے ناجسٹو اسلئے کسی کا مستیجابِ اللہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس شخص نے خدا کے تمام عہد پر وفا کی جس میں حدی جھٹک نظر آتی ہے (۶) تمام حجراتِ انبیاء سابقین مثل حمصائے موسیٰ یہی خدا کا تمام مسلمان جسکے تعلق انہوں میں ہیں، مردوں کا زندہ کرنا اور مردوں کو سب حجراتِ اللہ کے پاس ہیں اگرچہ یہ سب تین ائمہ معصومین میں ہو سکتی ہیں لیکن کتاب حق یقیناً جس پر اس غریب کی نظر ہے اہل حجاز و عینہ نبیاء ہے، وگناہاں عین غیباں

مانند کوریت و انجیل مذکور مصحف آدم خدایت و اوریل البرہم و اللوح مرئی ہم غرضو ایشاں بود و آثار عجیب بنیاد مانند
حصائے مکتوبی و دیگر این بر بہیم و یوسف و سنگ مسی کہ دوادودہ چہلین و جلدی میشدہ و گشتہ سلیمان و سبا و اوسار
آثار انبیا علیہم السلام نزد ایشاں بود، اس عبارت میں کہیں معجزہ کی لفظ نہیں آئی وہ عبارت میں معجزات عجیب
انبیا کا ذات رسول اللہ میں جمع ہونا مرقوم ہے وہ یہ ہے، و در احادیث بسیار وارد شدہ است کہ ہر معجزہ و عطا
بہ تو بیکسرے داودہ بود ہمہ را بر رسول خدا و انکہ ہدی صلوات اللہ علیہم عطا کردہ است، لیکن اس عبارت
میں، عصائے موسیٰ خاتم سلیمان وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے سادہ لوح نامہ نگار بایں سن و سال اب تک
یہ نہیں سمجھا کہ عصا معجزہ تھا یا عصا کا انقلاب خاص معجزہ تھا اور یہ عصا کو معجزہ متعلق سمجھتا ہے حالانکہ
کتاب حق الباقین میں یہ بیضنا کا کوئی تذکرہ نہیں لیکن کتاب مضمون کو اپنے فہم کی دالینی ضرور تھی اس
نافہم سے کوئی پوچھے کہ وہ یہ بیضنا کو کیا سمجھتا ہے کیا وہ عصا کی طرح الگ سے جابجائی کے پاس گیا تھا
جسے دوسرے کے لیے وراثت میں چھوڑ جاتے فسوس ایسا عامی شخص اور وہ محققین کی عبارتوں پر
تفتید کرنے بیٹھے تھو برتو اسے خچہ کر لیں تھو، یہ دعویٰ جو کتاب حق الباقین میں مذکور ہیں وہ اہمیت کے
دعویداروں کے منہ زوریوں کے روکنے کے لیے خاردار دہانے ہیں لیکن وہ بجائے اس امر کے کہ وہ
ان علامتوں کو اپنے خلفا میں موصوفہ و حسین بنی ہیں، اڑانا چاہتے ہیں کاش ان باتوں کے مبالغہ کیلئے
کوئی دلیل کوئی قضیہ مسلمہ پیش کیا جاتا اللہ سبحانہ ہی ہمہ وید ہدف طغیانہم و ہمہ ہون (۷)
نابر سخر ہوتا ہے چہر سوار ہو کر ملکوت آسمان وزمین کی سیر کرتے ہیں، عبارت حق الباقین یہ ہے، و تھتعالیٰ ابرا
مسخر ایشاں کردہ بود کہ بران سوار خواند شد کہ ملکوت آسمان وزمین را بگو اندہ، اس عبارت کا ترجمہ
یہ ہوا، سیر کرتے ہیں اور سیر کر سکتے ہیں ان دونوں تعبیروں میں فرق ہے چاہے وہ نامہ نگار کی سمجھ سے باہر ہو
اچھا تو یہ تعبیر کیوں قابل لگا دے خدا ایسا نہیں کر سکتا یا ہم سے اس قابل نہیں کہ انکے لیے ایسا کیا جائے
اگر اول سے تو نامہ نگار کی کھڑکی دلیل ہے اور اگر دوم ہے تو اسکو سورہ ص کا مظانہ کرنا، پانچ
ضمنہ نالما لارجع تجری باصرہ دعا حیث اصحاب ہم نے سلیمان کے لیے عجا کو فرما کر دیا
جو حکایت نرمی سے جملہ چاہتے تھے انکے حکم سے جاتی تھی۔ (۸) حجتہ تابع ہیں وزیر سلطنت

اجتہاد پر مبنی اور قابو اختیار ہوتا ہے، حیثیت کہ کسی چیز میں نامہ نگار کو سلیقہ نہیں کا شوق نہ کچھ دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہوتا۔ کیا وہ ثابت کر سکتا ہے کہ اجتہاد جن کی حج ہے اور کیا وہ اپنے فہم کے مطابق آیہ واذکنتم اجنتہ فی بطون اٹھاتا تکر کے معنی بیان کر سکتا ہے، ہم خوش ہیں کہ رسالہ النجم کے نقاش شبیہ ہیں۔ اچھا مذاق علمی تو ہو چکا اب ہم اصل مسئلہ کی طرف رجوع کرتے ہیں جنوں کا فرائیو را ماہد مطیع ہونا یا امام کے احکام کا انکی جماعتوں پر لقا ذایک ضروری امر ہے دلیل یہ کہ ہمارے پیغمبر دونوں گروہ جن انس کی طرف مبعوث تھا اور یہ وہ مسئلہ ہے جسکو اہلسنت اور اہل تشیع دونوں تسلیم کرتے ہیں اور اگر اہلسنت اسکو تسلیم نہ کریں تو انکو پیغمبر کی نبوت عام اور قرآن کے آیات کی تکذیب لازم ہوگی جسکی وجہ سے انکو کافر ہو جانے میں آسانی سے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ قرآن برابر دونوں گروہوں سے خطاب کرتا ہے اب جب جن انس دونوں امت بسا لہذا میں داخل ہیں تو بعد وفات پیغمبر جو حاشین پیغمبر ہوا اسکے لیے بنظر عقل یہ بات ضروری ہوگی کہ وہ دونوں گروہ کا فرائیو را اور تعلیم کا پوچھ اٹھانے والا ہو ورنہ انسانی جماعت پر فقط حکمران ہونا منسائے حاشین نبی اور خلافت نبی کو وضع جیس کرتا اور یہی وہ شرط ہے جو اساس نہ سب اہلسنت کو ڈھکا دیتی ہے جسکا ہوا پانچاں باہر سے ہیں سے یہ بات بھی معلوم ہو سکتی ہے کہ اجماع امت کی حقیقت پر جو دلیلیں بڑے بڑے علمائے امت نے بیان کی ہیں وہ سب انہیں اسلئے کہ امت میں جن انس دونوں شامل ہیں پھر امت کا اجماع تو جب ہو جب جن انس دونوں کسی بات پر مجتمع ہوں اور وہ کہاں ممکن ہے اور کب ہو سکتا ہے جب انسانی جماعت کا اجماع و اتفاق ہو سکا تو ان دونوں عظیم گروہوں کا اجتماع کو خیال محال ہے تعجب تو یہ ہے کہ بعض علمائے اہلسنت بھی اس مطلب کی طرف ملتفت ہو چکے ہیں لیکن ختم قلب کا علاج ہی کیا۔ کتاب اصحابہ فی معرفۃ الصحابہ میں ابن حجر عسقلانی نے علامہ ابن حزم کا قول نقل کیا ہے جس میں اس بات کا اعتراف نقل کیا ہے کہ کوئی اجماع امت میں واقع نہیں ہوا اسلئے کہ امت میں جن انس دونوں داخل ہیں اور انکا اجتماع ناممکن ہے ابن حجر نے اس قول کو نقل کیا اور کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ ہسکا جواب ہی کیا ہو سکتا ہے مگر انہوں نے کہ لاجوابی کے وقت بلکہ جاننا فرض جانتے ہیں۔ میں نہایت ہمتی سے

نظر رہوں گا کہ وہ جو کس لٹکی اپنے چنگلی بھر بیویوں میں بجایا کرتے ہیں وہ اس ضرب غمخیز کا علاج کیا کرتے ہیں بلکہ سخت خلافِ تہ کو کیوں مضبوط رکھتے ہیں مگر میں ناظرین سبیل کو مطمئن کرتا ہوں اور مذہبیہ پیشین گوئی مطیع کرتا ہوں کہ اسکا کوئی جواب پیشہ گاہِ مدبرانہم سے نہیں مل سکتا کیونکہ یہ لا جواب بات ہے (۹) دوستوں کے دلوں میں محبت اور دشمنوں پر ایسی ہیبت طاری ہوتی ہے کہ اللہ کی موت حیات میں جبرِ تعلیم کرتے ہیں، یہ بھی تعجب کی بات نہیں دوستوں کے دل میں تو وہی محبت ہے جو خدا کی وجہ سے کی ہوئی اور پیغمبر کی مانگی ہوئی ہے جس پر آیتِ قل لا استلکم علیہا الا المودة فی الہدیٰ امسے اسے رسول کہ میں تم سے راتنیو) کچھ اور تبلیغِ نبوت نہیں مانگتا مگر یہ کہ تم میرے صاحبانِ قربت سے محبت کرو کیوں اہل اسلام اگر احبابِ اہلبیت کے مقدم اور افضل تھے تو جنابِ باری نے محبتِ اصحاب کا سوال کیوں نہ کیا یہی وہ مقام ہے جہاں تعالیٰ فضائل دے ہی اڑھاتے ہیں جیسے بادِ تند سے دھنکی ہوئی دھنی اور ثابت ہوتا ہے کہ قابلِ توفیق صرف اہلبیت ہیں اور اگر کسی شخص نے حکمِ آیتِ کریمہ کے برخلاف طریقِ عمل اختیار کیا تو اسکے قابلِ تہتر ہونے میں کوئی شک نہیں ہے یہ تھا قصہ محبت اب نہ لئی دشمنوں پر ہیبت اسکو یوں سمجھو کہ جنابِ رسالت آپ اپنے فضائل میں اس بات کو بیان فرماتے تھے کہ حضرت باوہب حدانے میری مدد دینے کی اب آپ ہی خیال فرمائیں کہ اگر کوئی شخص ایسے بارعب پیغمبر کا نائب صحیح اور وظیفہ برحق ہو گا تو خواہ مخواہ مذہب کی جھلک نظر نہ لے گی (۱۰) اور موت و حیات اللہ کے اختیار میں ہے یہ اسطرح جس طرح پیغمبر کو اختیار دیا گیا تھا کہ چاہے دنیا میں رہو چاہے میری ملاقات اختیار کر دو تو آپ نے فرمایا الرفیق الاعلیٰ جسکو سن کے عائشہ بی بی نے فرمایا تھا کہ بس اب میں نہ اختیار کرینگے دیکھو صحیح بخاری تذکرہِ وفاتِ نبوی۔ اور چونکہ وہاب رسول اللہ ہوتے ہیں ایسے ہی انکے لیے بھی ہے کیونکہ پیغمبر کا لہوا انکے رگوں میں ہے (۱۱) زمین کی جس میں گھس کر لاکھوں جہوں کو قتل کر آتے ہیں "تعبیرِ توفیق ہے مگر معنوں واقعہ کے مطابق ہے یہ واقعہ جنابِ امیر المومنین کا ہے جس طرح کافرین انس سے آپ نے جہاد کیا اسطرح کافرین جن سے بھی جہاد فرمایا کیونکہ خطاب یا ایہا اللہی جاہد الکفار ملنا فقیہین انس و جن دونوں کو عام بخاراگر جنوں میں کفار تھے تب کو یہ جہاد بامباری ثابت ہو گا اور اگر آپ کفر جن کا انکار کریں تو بھی شیخ ابوہریرہ

مخلص جو مطلب ہے۔ ایسے ہم آپ کو پتا دے گا کہ کھانا کھانے کے لیے کافی ہے لیکن آپ کے خلفائے
 جمادات میں کوئی نہیں ہے پھر ان سے بجا ہونے کی امید رکھنا لغو ہے اور آپ کا تعجب باطل بجا
 کیونکہ اتباع ایسے لوگوں کا ہے جنکو شجاعت چھو نہیں گئی تھی (۱۲) جبرئیل مثل زبیرہ غلام کے قد میں
 حاضر رہتے ہیں، تیغیل جو بیان کی گئی ہے معلوم اند اگر کسی کتاب میں ہو اور اگر مضمون ہنگام صق کا
 مدعی ہو تو اسے کتاب کے صفحہ کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ ہاں مطلب کہ ملا لکھ لکھ گھروں میں نازل
 ہوتے ہیں یہ بجا خود ثابت ہے اور کتب میں بھی اسکی شہادت دی ہے اور جب میدان جنگ میں
 جبرئیل ہفتی الا علی کی آواز دینے کے لیے تیار تھے تو گھر میں جہاں وحی اُترتی تھی آنے سے کیونکر
 انکار ہو گا حسان بن ثابت کے اشعار سے یہ واقعہ ثابت ہے۔ جبریل نادای معلنا کوا انتض
 لیس بمجلی ۶ والمسلون قد احدث قوا ۶ حوالہ النبی المہمل ۶ لا سیعنا لا ذنا العقاد ۶ کلا فقی الا علی
 (۱۳) ان کو بہرہ علم یاد ہوتے ہیں، اس میں غریب کے سوا کوئی شخص شبہ کر سکتا ہے، اس میں اتفاق مفسرین ہے
 کہ اصم بن برقیہ جو ذریعہ بیان تھے انھوں نے ہم اعظم ہی کے ذریعہ سے تحت یقین شہر با شہم زندہ
 میں ملگوا یا جب زبیر جاب سلیمان میں فیضیت قابل انکار نہیں تو زبیر جاب کتاب میں جو جاب سلیمان
 اکمل و افضل تھے کیونکر قابل انکار ہو سکتا ہے۔ (۱۴) میراث رسول اور اسلم پیغمبر کا نام کے پاس ہونے کا
 ہے۔ یہ وہ ضروری چیز ہے کہ باوصت نفی میراث اور دروغ بانی روایت پھر بھی یہ چیزیں جو کلمہ رسالت
 یا خصوصیات پیغمبر میں سے تھیں جناب الہی نہیں تک پہنچیں چکے جو درکار انکار متعصب متعصب
 نہیں کر سکتا اگر کوئی عاقل اس معاملہ میں انجی عقل سے کام لے تو اسے آفتاب کی طرح صاف نظر آئے گا
 کہ وہ حدیث جو حضرت ابو بکر نے نفی میراث نبی کے لیے پیش کی تھی اس پر اگرچہ اس کے نزدیک اتنی قوت
 تھی کہ آیت قرآنی پر مسک المثنی الاولاد کم المذکر مثل خطا لآئینین خدا کو تم کو تمہارے اولاد کے باب میں
 وصیت کرنا ہے کہ مردوں کو دو ہر حصہ اور عورتوں کو ایک حصہ دیا جائے، منسج بھی جائے، اس متعصب
 یہ تھا کہ کوئی چیز مال رسالت سے الہی نہیں تک نہ پہنچتی لیکن پہنچی اور سطح پہنچی جو ہر حصہ
 مقبول اور غیر قابل انکار ہے جیسے ذوالفقار، مہر، سحاب، انا عصباء زورہ پیغمبر وغیرہ تمام

تبرکات یہ تمام چیزیں پہنچیں اور حدیث حضرت ابوبکر صدیق نہ سکی بلکہ ان چیزوں کے پہنچنے کے بعد روایت جھوٹی نظر آنے لگی معلوم ہوا کہ سلاح نبی کا وجود علامہ امام شافعی (۱۵۰) قرآن فاطمہ کتاب علی جعفر بنی خضر احمد بن محمد بن شامری غیبہ مثنی مصحف علی سبکے سب ائمہ خبیہ کے پاس ضرور ہوتے ہیں قرآن فاطمہ کے نام سے کوئی ذکر شیعوں کی کتاب میں نہیں ہے بعض مروجہ بیوقوف یہ کہتے ہیں کہ اگر کتاب علی سے ماوردہ قرآن ہے جو امیر المومنین علی علیہ السلام نے لکھا اور صحیح فرمایا تو خیر ورنہ اسکا ذکر بھی نہیں ہوں ہی مصحف علی کو سمجھو۔ بہر حال یہ ائمہ کے ذرا کچھ علم ہیں جو روایات صحیحہ سے ثابت ہیں ابو دنیا اسکے رد کرنے پر قادر نہیں ہر جاہلوں کو اس سے سوائے استبعاد و انکار کوئی ربط نہیں ہے (۱۶) ہر شخص کی پیشانی دیکھ کر اسکے ایمان و کفر و لفاق کو پہچانتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جنکا وصف قرآن حکیم ان الفاظ میں کر چکا ہے وعلى الاعمال رجال يعرفون بالناس بسياهم مقام صلوٰۃ میں کچھ لوگ میں جو لوگوں کو انکی علامتوں پر نظر کر کے پہچان لینگے اگر یہ قابل انکار بات ہے تو قرآن آپ کے ایمان کو اچھی طرح ثابت کر دے گا اور اگر قابل اقرار بات ہے تو تسلیم کے سوا چارہ نہیں ہے یہ صفت متوسمین کے لیے خاص ہے مگر مضموں نگار جو کہ اپنے مرشدوں میں یہ صفت نہیں پاتا اسلئے وہ ہمارے ائمہ میں بھی انکار کرتا ہے (۱۷) کل مدوے زمین ائمہ کی ملک ہے تو ہماری گورنٹ بھی غاصب حق ائمہ ہے اسکا نام ہر تقیہ جنکے ہتھال کا جرم صرف شیعوں پر رکھا جاتا ہے فیرت دار ابو تو اب تقیہ کو برا نہ کہنا کیونکہ ہماری ہر لفظ سے جو قرابت قریبہ آپ کو حاصل ہے وہ دنیا کو معلوم ہو گئی آج آپ نے یہ فرمایا اھل قرآنی آیت واللہ ملک السموات والارض کے متعلق کہیے گا کہ ہماری گورنٹ بھی غاصب خلیفہ اور یوں انکا رأیت کر یہ سہولت سے ممکن ہو گا کیا آپ نے بادشاہوں کے ملک کو ان ملکیتوں پر تیاں فرمایا ہے جو خربہ یا میراث یا عہدہ وغیرہ سے حاصل ہوئے ہیں تاکہ آپ حقیقت کا اگلی طرف سے دعویٰ کریں اگر ایسا ہی ہے تو تمہاری گورنٹ کو حدیث کے وضع کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ گورنٹ ہونے کا تہاد دعویٰ اثبات حقیقت ابوبکر میں کافی تھا حقیقت حال یہ ہے کہ امام چونکہ منجانب اللہ خلیفۃ الارض ہوتا ہے اسلئے اسکے احکام تمام ملے زمین پر جاری

ہوتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ان کے احکام سے سترائی جائز ہو یہی وہ بات ہے جسکی تصریح کرتے
 کی جاتی ہے اگر یہ سمجھ میں نہ آئے تو آپ اپنی گورنمنٹ کے نفوذِ احکام کو دیکھ کر ملکیت کی تصویر دیکھ لیجئے پھر آپ کو
 اس مسئلہ میں کسی قسم کا شک اور شبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ قرعہ غلبہ سے جو ملکیت حاصل ہوتی ہے وہ آپ کے
 نزدیک کسی طرح بھی قابل انکار نہیں ہاں اگر جناب باری کسی کے احکام کو اپنے تمامی غلوقات پر زور فرماتا
 تو وہ آپ کے ایمانی نقطہ نظر سے قابل حجت و قبح ہے تنہا امام ہی کے لیے آپ کا استبعاد و انکار نہیں ہے بلکہ اگر
 رسول کے لیے دعوئے ملکیت اراض کیا جائے جیسا کہ وہ واقع میں ہر تب بھی آپ اپنے انکار ہی سے کام
 لیں گے یہ میرا تنہا دعویٰ ہی دعویٰ نہیں ہے بلکہ دلیل اسکی یہ ہے کہ آپ خلیفۃ الرسول کے متعلق اسکا انکار
 کرتے ہیں اگر رسول کے لیے یہ بات تھی تو بحکم نیابت نامائیکے لیے بھی ضروری ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ ہم
 تمھارے ائمہ کی نیابت ہی نہیں تسلیم کرتے تو ہم کہیں گے کہ ہم اس بات کا اصرار نہیں کرتے کہ تم اسے مانو
 ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جب غلیفہ مالو اسکے لیے یہ حکم ثابت ہو گا کا ش حضرت ابوبکر ہی کے لیے آپ تسلیم کریں
 تاکہ معنایہ نیابت اور خلافت پر روشنی پڑے یہیں کہا جا سکتا کہ کیا ضرورت ہو جو کہ آپ میں پیغمبر کے
 لیے ثابت ہیں ہی نامائیکے لیے بھی ثابت ہوں اس لیے کہ علامہ پیغمبری اور خصالہ نص پیغمبری کے کوئی ایسی
 چیز نہیں جو نامائیں تسلیم کرنے کے قابل نہ ہو ورنہ معنایہ نیابت کے لیے کسی قسم کا ثبوت نہ ہو گا اور بغیر
 معنی نیابت و صفت نیابت سے کسی کا معصوم کرنا ایسا ہے جیسے ہم یہ کہیں کہ شب ناماروز روشن
 کی نائب ہے۔ یہ تو اسی کا کام ہے جسکی سیاہ پٹی سپید ہو گئی ہو۔ ہاں قرعہ روشن آفتاب کا قائم مقام
 ضرور ہے اور اسکو ہر آئینہ والا تسلیم کرتا ہے۔ (۱۸) عالم مالکان و مالکین ہوتے ہیں کسی حامل کے استبعاد
 محض سے علم میں قبح نہیں ہو سکتی اس کوئی شبہ نہیں ہے کہ علم انبیاء و ائمہ اعلیٰ نہیں ہے بلکہ عنایت اللہ
 اور روحی ہے اگر جناب باری حسب مصلحت انکو علم مالکان اور مالکین تعلیم کو دے تو انکو عالم مالکان و مالکین
 کہنے میں کیا قبح ہو سکتی ہے ہاں اگر جمیع مالکان اور جمیع مالکین کہا جاتا تو ممکن تھا کہ کوئی کلام کہہ جا سکتا
 لیکن اس عبارت میں تو کسی قسم کا کلام ہی نہیں ہو سکتا ہے کوئی حامل سے جاہل اسلامی طبقہ نہیں ہے
 جسے بعض مالکان و بعض مالکین معلوم نہوں تو پھر خلفا سے رسول جو بعد رسول و اہدیت علم رسول ہوں انہیں

کیا کلام ہو سکتا ہے کون ہے جسے یہ بات معلوم نہیں کہ عفاں لوح آیا تھا اور بھائیوں نے یوسف نبی کے ساتھ بدسلوکی کئی تھی اور فرعون نے کلیم سے مقابلہ کیا تھا وغیرہ وغیرہ کیا یہ ناکان کے افراد نہیں ہیں اور کیا یہ چیزیں اسلامی افراد سے مخفی ہیں یوں ہیں معلوم ہے کہ ایک دن قیامت آئے گی اور زمین اعلیٰ نصب ہوگا اور صراط بر سر جہنم کشیدہ ہوگا اور زمین ظلم و ستم سے بھر جائے گی اور دجال نکلے گا اور فتاب بجائے مشرق مغرب نکلے گا یہ علم کیا کون کی فردیں نہیں ہے جب ہم کو ماکان دما کیون میں سے اتنی چیزیں معلوم ہیں تو اوصیاء انبیاء بتعلیم خدا و انبیاء اگر اس سے بہت زیادہ جانتے ہوں تو آپس کیا عیب ہے بیکسب و بیکسب چو نکہ اپنے مسلم سرداروں میں موعظ علم نہیں پاتا اسیلئے اسکو جبل سے اس اور علم سے نفرت ہے اور اُسے اس بات کا اندیشہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اسخین فی العلم کا علم کئی حوالت پر روشنی ڈالے اسی علم کی ایک فرد و ستون دشمنوں کا علم جو جسے سابق میں روپانے استبعاد بجا کو پیش کر چکا ہے اسے اطمینان کھنا چاہیے کہ اسکا نام نہ مانوس یعنی صحیفہ اہما ہے احباب اعدا کے ماہین دشمنوں کے سلسلہ میں مرقوم ہے۔ (۱۹) جملہ عیوب جسمانی مثلاً اندھا گنجا کا ناہو نا دا خلاقی بخل وغیرہ سے پاک صاف ہوتے ہیں کہ تقدس حسین عبارت ہے جو اعلیٰ درجہ کی قابلیت کا معیار ہو سکتی ہے جملہ عیوب جسمانی مثلاً اندھا گنجا کا نا، واہ کیا کہنا۔

ہاں یہ بعینہ اُسی دلیل سے جو انبیاء کے لیے عیوب منفردہ سے سلامتی اور محفوظ ہونے کو وجہ کرتی جو جسکالب لباب یہ ہے کہ اگر منفرد عیوب انہیں ہو گئے تو لوگ انکے پاس سے کنارہ کشی کریں گے اور اسوجہ سے تبلیغ احکام اور نشرِ ہدایت میں رخنہ پڑ جائے گا یوں ہیں کچھ خلقی اور سمعی جو روحانی امراض میں سے جو حضرت عمر بن الانفاق ثابت ہے ایسے امراض سے بھی بری ہونا چاہیے تاکہ پاس آہنواں کو نفرت و وحشت نہ ہو جس کو قرآن نے بھی خلقِ عظیم ہوی پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان کیا ہے۔ ملکوت فظا غلیظ القلب لا نفصوا من حواصیہ اگر تم سخت اور سنگدل ہوتے تو لوگ تم سے کنارہ کشی کرتے۔ اسی دلیل سے اللہ میں جو کچھ تبلیغِ نبوی کرتے ہیں انکی طلحہ کی بھی ایسے نفرت انگیز عیوب سے نہایت ضروری ہے۔ (۲۰) قحان منزل ہی اللہ کے جامع و حافظ ائمہ شیعہ ہیں جو حقیقتِ حفظ کرنے کا مدعی ہونہ کذاب ہے اگر زہرہ برابر نبیوں کے پاس انصاف اور دماغ میں مادہ فہم ہے تو وہ بالکل

کہ اس بیان میں کون سا حرف جمع ہوتا ہے منہ سے کچھ کہنا اور چیز ہے اور اسے علمی قواعد سے ثابت کر دینا اور چیز ہے۔ اگر بڑا نہ مانو تو ہم جمع کرنے اور کرانے میں فرق پوچھیں وہ شخص جس نے بجز جمع قرآن گھر سے نکلنے کی قسم کھائی مہار خود بنفس نفیس تمام قرآن جمع کیا ہو وہ اور وہ جس نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ تم صحابہ سے پوچھ پوچھ کر جمع کر لو اور وہ دروازہ مسجد پر بیٹھ کر آنے جانے والے سے پوچھیں اور جمع کر لیں ان دونوں میں بہت فرق ہے اب مجھے نہیں معلوم کہ جامع کس کو کہنا چاہیے حضرت علی علیہ السلام کو یا عثمان غنی کو۔ (۲۱) روح القدس المہر بر مکمل ہوتا ہے جہاں کواز جانب خدا توفیق عطا کیا کرتا ہے جہاں تک خیال ہے توفیق کی لفظ نہیں ہے حق یقین میں جو عبارت ہے وہ یہ ہے "وہ کا ہے روح القدس" کہ خلقے است بزرگتر از جبریل و میکائیل مشافہتہ بایشان اقامیکر دو کا ہے بالہام متعلقہ دل ریشاں نقش شیدائے اس صفت کو من کر مضمون نگار کے کان کھڑے ہوتے ہیں وہ روح القدس کی تائید کو قابل انکار سمجھتا ہے حالانکہ وہ انبیاء کے ساتھ ہوتا ہے اور اوصیا کی محبت بھی انکی عصمت کی وجہ سے ثابت ہے چنانچہ پارہ مرقم سورہ امدہ میں ہے اذ قال اللہ یا عیسیٰ بن مریم اذ کنتی علیک و علی والدتک اذ ایدتک بروح القدس جب خدا نے کہا کہ اے عیسیٰ بن مریم تم میری اس نعمت کو جو تمہیں اور تمہاری ماں کو میری جانب پہنچی یاد کرو جب میں نے روح القدس سے تمہاری تائید کی "کتاب نبج البلاغہ میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام اپنے بچنے کا حال اور تربیت پر فرما کر فرماتے ہوئے فرماتے ہیں "وقد علمتم موضعی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ بالقرآن الباقیۃ والمند لنا لخصیصۃ وضعنی فی حجرہ وا ناولید یعمی الی صدرہ ویکفی الی قلبہ و یشی حسدہ ویشمعی عرفہ وکان یمضغ الشی ثم یلقینہ وما وجد لی کذبۃ فی قولہ لا حظلہ فی فعل ولقد قرن اللہ بصلی اللہ علیہ وآلہ من لدن ان کان فطیما اعظم ملک من جلیک عکما یسلک بہ طریق المکارم ومحاسن الاخلاق العالم لیلہ ونہارہ ولقد کنت اتبعہ اتباعاً تفصیل اثم یرفع لی فی کل یوم من اخلاقہ لی علماً ویا مرفی بالاعتدال کما ملبوہ مصرعہ ثم یخبر جانتے ہو کہ میری قرابت اور میری خصوصیت مجھ پر سے کس حد کی تھی آپ مجھے میرے بچنے میں اپنی

گو میں جگہ دی مجھے اپنے سینہ سے لگاتے تھے اور اپنے بہتر پر جگہ دیتے تھے اور اپنے جسم مبارک سے
 مس کرتے تھے اور اپنی خوشبو سونگھاتے تھے اور مجھے اپنے سہ کا کچلا ہوا القہہ کھلاتے تھے حضرت نے
 میرے کسی قول کو جھوٹ نہیں پایا اور نہ میری کسی کام میں خطا و لغزش دیکھی اور خدا نے اہو سے
 جب پیغمبر کا دودھ چھوٹا ایک بڑے سے بڑے ملک کو اپنے ملائیں سے انکے ساتھ کر دیا تھا جو ملک کو مکمل
 و حاسن اخلاق پر لیٹتا تھا اور یہی مصاحبت ملک خربہ و زخمی اور میں ہر وقت آپ کے پیچھے پیچھے اس طرح
 رہتا تھا جس طرح بچہ ناکہ اپنے ابا کے پیچھے رہتا ہے ہر دن پیغمبر سے اپنے اپنے حلقہ کر میرے ایک نفعی بلند
 کرتا تھا اور مجھے انہی پیروی کا حکم دیتا تھا "اس کلام بلاغت نظام سے معیت لوح اقدس صلیان مفسر
 حسین تہ بلہ بر مقام ربیب شک نہیں لیکن ان مثال کو وہ کیونکر جان سکتا ہے جسکو شیطان لوح انہی سے
 اپنا مثل بنا رہی ہو۔ جب یہ داستان فہمی نامہ بخاتم ہو چکی تو اب اس باتکے اظہار کا وقت ہو کہ جب
 اعلیٰ صفات کسی کے نظر میں اعلیٰ معلوم ہوں اور ملکہ عصمت کے متعلق مصیبت اسکے نظروں میں نہ آئے
 دکھائی دیتی ہو تو معلوم ہو سکتا ہو کہ توحید میں اس فہمی نے کیا کیا ہوگا اور فہم طبع رسالت میں اس
 خوش فہمی سے کتنا حسین نتائج پیدا ہوئے ہونگے وہ لوگ نہایت قابل مع ہیں مگر اگر کوئی بات انکے
 سمجھ میں نہیں آتی تو اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اسکے اولہ اور برہیں کا پتا لگاتے ہیں لیکن وہ جو
 جہل و کلب میں مبتلا ہو کر بغیر سلیقہ طبع و عدم فہم و ادراک کسی چیز کا انکار کرتے ہیں انکا مرض لا علاج ہے
 یہ میرے بقول نہیں ہے بلکہ تمام علماء اخلاق اس مطلب پر متفق نظر آتے ہیں تعریف الٰہی شفاء باصناد ادا
 اب اللہ شنیعہ کے صفات کا منظر مقابلہ اللہ شنیعہ میں دیکھنے کے قابل ہے چونکہ یہ صفتیں معنیوں میں گہرائی
 قابل انکار اور مذموم ہیں اس لیے صفت اللہ شنیعہ کے برخلاف، رحمان رکھتے ہوئے پھلی صفت یہ ہوگی کہ
 وہ محل نجاست و گندگی کے مقام سے پیدا ہوتے ہیں دوسری صفت یہ ہوگی کہ امر بالمعروف اور
 نہی عن المنکر انہی وجہ ہوگا کہ دوسری وہ جاہل ہوئے یا معیوں یا مجبور تیسری صفت یہ ہوگی کہ
 وہ حافظ شریعت نہ ہونگے بلکہ ایک حد تک مضیع شریعت ہونگے چوتھی صفت یہ ہوگی کہ وہ باطل کو
 غالب کرتے ہوئے اور حق کو مغلوب یا انجیرین صفت یہ ہوگی کہ کائنات مساوات کا کیا ذکر ہے

کائنات فضا اور جو میں سے بھی کوئی چیز مانند برو غیروائے بیخیز نہیں ہو سکتی ہے انھوں میں صفت یہ
 کا مات کا کوئی اثر امت نبوی کی دوسری قسم انبی خوں تک نہیں پہنچتا اور جن کی نکلے تاج ہوتے ہیں۔
 نوین صفت یہ ہوگی کہ نہ دوستوں کے دلوں میں ان کی محبت ہوگی اور نہ دشمنوں کے دلوں میں ان کی کدورت
 ہوگا دوستوں کے دلوں میں محبت کیونکہ کوئی صفت حلیل نہیں رکھتے دوسرے یہ کہ محبت تو ایمان کا
 اور عمل صالح کرنے والوں کے لیے ہوتی ہے چنانچہ فرمودہ باری بھی یوں ہے ان الذین امنوا و عملوا
 الصالحات سیجعل لهم الاجر و۱۰ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے ان کی محبت
 خدا لوں میں ڈالے گا۔ اور دشمنوں میں رعب کیونکہ ہر صوبہ الہی جس کا نام بہادری اور شجاعت ہے وہ کوسوں
 دور یعنی۔ دسویں صفت یہ ہوگی کہ انکو موت حیات میں اختیار نہیں دیا جاتا بلکہ فیض باری ان پر حکام
 نافذ کرتی ہے۔ ائمہ شیعہ کو ایسے اختیار دیا جاتا ہے کہ ان کی رضا اور خیر شرعی ہی تھی چھٹی رتبہ نبوی اور نہ رتبہ
 چونکہ وہ لیائے خدا ہوتے ہیں ایسے موت کی تمنا کرتے ہیں لیکن ائمہ شیعہ چونکہ نہ اولیا ہوتے ہیں نہ ان کی رضا
 رضا سے باری تعالیٰ سے توام ہوتی ہے ایسے اگر کہیں انکو اختیار دیا جاتا تو وہ کمی مرنے ہی نہ گیا ہوتا
 صفت یہ ہو کہ جنوں سے انھوں نے نہ کبھی جنگ کی نہ کر سکتے ہیں کیونکہ اگر جنوں سے جنگ کی ہوتی تو ایسے
 ایسی مصاحمت کی ضرورت نہ ہوتی جس میں دین کا جانا آسان ہو اور ہلکی ناخوشی شکل۔ اور نہ جنگ کر سکتے ہیں
 کیونکہ جب انسانوں کے سامنے جنگ فرار گواہ کر لیا گیا تو جنوں کا ذکر بیکار ہو اور یہ خدا کی بات ہے کہ قبول
 بادھوین صفت یہ ہوگی کہ ملک کبھی بعد صمت و اشتغال خطا کی وجہ سے قریب آتا ہوگا تیسرے ہوں
 صفت یہ ہوگی کہ اسے عظم الہی میں سے ایک حزن بھی معلوم نہیں ہوتا چوتھے ہوں صفت یہ ہوگی
 کہ میراث پیغمبری اور تبرکات نبوی میں سے کوئی چیز ان کے پاس نہیں ہوتی نہ صفات نہ علوم نہ سلاح۔
 پنڈ دھوین صفت یہ ہے کہ ائمہ شیعہ کا شمار توحید میں نہیں ہو سکتا نہ مؤمن کو پہچان سکتے ہیں
 نہ کافر کو سولھوین صفت یہ ہوگی کہ زمین کا کوئی جزا ان کی ملکیت میں نہیں ہوتا لیکن جو زمین کے مالک
 ہوتے ہیں ان سے زمینوں کا غصب کرنا فرض سمجھتے ہیں سترھوین صفت یہ ہوگی کہ انیسویں مالکان
 میں سے کسی فرد کا علم ہوتا ہے نہ مایکون میں سے کسی چیز کو جانتے ہیں لہذا یہ سلسلہ انبیاء پر ایمان ہوگا

نہ یوم آخر پر۔ اٹھا دھوین صفت یہ ہوگی کہ تمام عیوب بانی نہیں ہو سکتے ہیں کان کو دیکھتے ہوئے
 ہرے آنکھ کو دیکھتے ہوئے اندھے سر کو دیکھتے ہوئے گنجلے الی آخر الاعضا۔ اُنیسویں صفت یہ ہوگی
 کہ قرآن کو نہ انھوں نے جمع کیا نہ وہ اسکے حافظ ہو سکتے ہیں۔ بلیسویں صفت یہ ہوگی کہ لکلی تا نیکہ
 کبھی ربیع القدس سے نہیں ہو سکتی جس معلوم ہوا کہ بہترین جس ہوتے ہیں۔ کیوں جناب آپ کے
 اُن صفات کے انکار کرنے کا یہی مطلب تھا نا؟ یا کچھ اور۔ اب جو تصویر ان صفات سے مرکب ہو کر
 بنی ہے اگر وہ نظر میں جمیل ہو تو صلوات بھیجیے ورنہ..... کیجیے ہم تو ایسے قالب کو رعیت کی حیثیت سے
 بھی بُرا سمجھتے ہیں لیکن کس قدر عجیب و غریب جو اس کو سرکاری کی حیثیت سے تسلیم کرتی ہے۔ اب جب سردار
 اس نقطہ کمال پر پہنچے تو اسکے تابوں کا حال معلوم ہے۔

توضیح حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام

عن ابی عبد اللہ قال من ادعی الامامة وليس من اهلها فهو كافر امام جعفر صادق علیہ السلام
 سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص دعوائے امامت کرے حالانکہ وہ قابلِ امامت نہ ہو
 تو کافر ہے۔ مضمون نگار اس کو سن کر چرخ پا ہو رہا ہے اور چونکہ یہی شبہ میں پانی مڑتا ہے اسلئے وہ اس
 کفر کو مستبعد جانتا ہی اس خفگی سے ہمارا کیا فائدہ یہ ضرور ہوا کہ متنبہ خلفاء اسکے امام ہیں ان سب کو
 مضمون نگار قابلیت امامت سے معزاً سمجھتا ہے درہم اسکے لیے کوئی خفگی کی وجہ نہ تھی کیا مضمون نگار
 اس دعوے کو کہہ کر نہ ناکس کے لیے تجویز کرتا ہی اگر وہ نہیں تجویز کرتا تو قول امام بھی اسکے موافق ہو اور اگر وہ
 تجویز کرتا ہی تو اپنے لیے امامت کا اثبات کیوں نہیں کرتا تا ثابت ہوا کہ اسکی رائی بھی یہی ہے کہ وہ اپنے
 خلفاء و شیوخین الہیت امامت فرض نہیں کرتا اور اس صورت میں قول امام ان کو کافر بتلاتا ہے پھر اتنا عقدا
 اور امر واقع میں جنگ و پیش ہوگی جس کا نتیجہ بُر لانے میں منحصر ہوگا جیسا کہ ہوا اب ہم کفر کی وجہ بتا دیتے
 ہیں بات یہ کہ کمالیت امامت کے امام کی مراد وہ ہوتی ہے جو پیش خدائے توحید کے لیے عصمت الیکافی توحید
 اور وہ بخانہ بادشاہ منصوب ہونے سے کہ خلق کی جان بچا سکے عین کیا گیا ہو۔ کیونکہ قرآن وہاں جہاں جاتا
 ہے۔ اہل ایم کو منصب امامت بازگاہ ہندوی سے حاصل ہوا ہے اس بات پر نص کر رہا ہے کہ نہ صرف امامت کا

دینے والا صرف جناب باری ہو سکتا ہے نہ کوئی اور۔ کیونکہ اپنی ذات کی طرف منسوب کر کے ارشاد کرتا ہے کہ انی جاعلک للناس اماماً میں تمہیں لوگوں کے لیے امام قرار دوں گا۔ اس جملہ میں امام بنانے کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ فعل خدا ہے اور جب اس کا فعل خدا ہونا ثابت ہوا تو کبھی چھفت بندوں سے متعلق نہ ہوگی۔ یوں میں جناب باری سے حضرت خلیل علیہ السلام کا یہ سوال کہ امن ذریعتی، کیا میری ذریت میں بھی میں نصب عنایت ہو گا؟ سوال سے صاف آشکار ہے کہ پیغمبر کو بھی اس بات کا یقین تھا کہ فعل خدا ہے پھر جو جواب ملا کہ لا ینال عہدی الظالمین میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا وہ بتاتا ہے کہ کبھی منصب امامت ظالموں کو نہ پہنچے گا اور عاصی ضرور اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہوتا ہے لہذا کبھی فیہ مضمون تک نہیں بنیں ہو سکتا اب خود انصاف کیجیے کہ قرآن کا کنذیب کرنے والا کافر ہے یا نہیں پھر جب عاصیوں تک اس منصب کا نہ پہنچنا معلوم ہوا اور کوئی ذنب عاصی اپنے لیے ادعا سے امامت کرے تو مقابلہ قرآن کے سوا اور کیا سمجھا جاسکتا ہے اور ایسے شخص کا حکم وہی ہے جو کلام امام علیہ السلام میں مرقوم ہے۔ ہم انشاء اللہ اس آیت کے بیان میں آئندہ ایک بسیط مضمون لکھیں گے جو بہت سے پردے اٹھا دے گا لیکن اس مقام کے بیان میں انشاء اللہ یہ تقریر مختصر کافی ہے۔

خلافت النبی حصہ سوم: فاضل رفیق مولوی سید محمد سلیمان صاحب دوم مجدد کا اثر کلاک ہی حقیقت خلافت النبیہ کو حقدور عہد انداز و طریقہ سے ثابت فرمایا اور اس گنتی کو جس خوبی سے سلجھا یا ہے۔ وہ مروج کی خصوصیات سے، میں نے اسکے پہلے حصے یعنی حصہ اول دوم نہیں دیکھے مگر اسکے دیکھنے سے تپ چلتا ہے کہ جن لوگوں کی نظر سے پہلے حصہ گزرے ہیں انکے لیے خاص مدد سے یہ حصہ جزر و ستم ہے اور پھر لطف یہ کہ اپنے مقام پر خود ایک مستقل اور مدد طلب کو تحقیقی حیثیت سے ادا کر رہا ہے، مسئلہ خلافت جس قدر خوبی سے اس کتاب میں حل کیا گیا ہے وہ بے نظیر ہے۔ ضرور مدد منگائیے اور دیکھیے۔ ضخامت ۴۴۸ صفحہ قیمت ۱۰ روپے کھائی چھپائی بہت نفیس۔

ملنے کا پتہ :- منیجر کتب امامیہ کتب خانہ، ریلوے روڈ - لاہور۔

پیشکشِ حیاتِ حیات

کلخ انداز را پادش سنگ است

جنبش تازمی دم جلوہ آرمیدہ را تا نفس درآدم شکرک بریدہ را

اعتیق کند تا کیت تغر ساد را وعلاک عن عبد لکوام بعزل

اذا صاححت الدجا تصیاح الدیاء فلتند بحر

دعرب کی شہم جب مرغی آواز غوس دینے لگے تو زنج کرہ پناہ

ابھی سہیل سہیل کی صنیا پاش شامیں عالمگیر بھی نہ ہوئی تھیں کہ اسکی تیز کر نیں پیکانِ اہل
بنکر بوم فطرت اور پشیرہ خصلت لوگوں کے دلوں میں در آنے لگیں، ابھی اس کے سحابِ نقاشی گچ
ہی سہے تھے اور صاعقہ عذاب بنکر کفر و دوست اور ایمان دشمن گردہ پونہ نگر سے تھے کہ خرم بطل میں خود
بخود آتشِ بغض حق بھڑکی، اور باطل پرستی کے جذبات میں ہوجان پیدا ہو ابھی باتوں کا جواب ہی کیا
تھا۔۔۔ دستِ خود و ہاں خود، تو ت غصبی سے منسوب ہو کر اپنی ہی پشتِ دست دانتوں سے کاٹنے لگے
اور یوم بعض الظالم کی تعمیر کرنے لگے۔

ماتعاسم، دیوبند جو اپنے نزدیک صلح کل بنتا ہے۔ اس نے محرمِ منبر میں سب سے پہلے پھیر کی اور
المبادیٰ اخلع کے اعتبار سے اپنے ظلم کا ثبوت دیا، مجاہد محرم اور گریو دکا پر ہوجا اعتراضات
اور ور پر وہ شہادت اور بانی اسلام کی توہین کی اسی پر اکتفا نہیں ہوئی، اہل تشیع کو مخاطب کر کے
غارِ ثور کے بیٹھنے والے کی مع اور اہل تشیع کی عزت کھلے ہوئے الفاظ میں کی۔

سہیل کو حقیقت آپ کے پیشوایانِ مذہب کی مع سررائی بڑی نہیں معلوم ہوئی نہ اس کو
کوئی حق تھا کیونکہ "ہر کس بنیال خویش خطبے دارد" مگر اس کی ساتھ ہی ساتھ اہل تشیع سے آپ کا
مخاطبہ الہیہ سنگ طلب تھا، چنانچہ وہ پھینکا گیا اور اب "ماتعاسم" کا نشینہ مغل پاش پاش نظر آتا ہے
اور نہ معلوم کیا کیا لچہ جادوی الادی کے پر پر میں قلم پر شہتہ لکھا اپنے مرغِ غلہ قلعہ کا ثبوت دیتا ہے۔

یہ یاد رہے کہ سہیل علمبردارِ مہبت ہے اس کا فریضہ منصبی ہے کہ وہ ایسی باتوں کو یوں کا جواب دے کہ آپ کیوں ایسی باتیں کریں کہ آپ کو یہ روزِ بد دیکھنا پڑے اور سوارِ دھچکیوں کے جواب دیتے بن نہ پڑے۔

خوب یاد رکھیے کہ آپ حضرات کی رگ جاں شیعوں کی تیر جھری کے نیچے ہمیشہ سے ہے چھری کو حرکت کی ضرورت نہیں اپنے ذرا اسی بھی حرکت کی کہ موت نے آپ کو لبیک کی اندھا موٹی سے کام بھیے اور اس گروہ کو نہ چھڑے چوہا کے نثر سے سازِ مذہب کی کمزوریوں سے خوب واقف ہے اس سے مقابلہ کا خیال بھی نہ کیجیے جو حق کے ساتھ تھا، ہے، اور رہے گا۔

حرمِ نمبر کی مختصر کیفیت گذری جس کا جواب ”سہیل“ نے وہ دیا کہ ”انعام“ کے آئندہ آج تک صفحہ ”انعام“ پر دکھائی دیتے ہیں، اب جادوی الاوی کا پرچہ نکلا ہے۔ اس میں گالیوں کی بھر مار ہے اور بھرِ مذہب بننے کا دعویٰ دل میں کچھ۔ زبان پر کچھ۔ کیوں نہ ہو منافقت کی شان ہی یہ ہے ششستہ اور ٹھکانِ خندم اور صحابہ کبار کا طریقہ بھی یہ تھا کہ سوا گالیوں کے بات ہی نہ کرتے تھے چنانچہ لقبِ شبابِ حضرت ابوبکر کا طرے تہ بازی تھا۔ وکان ابو بکر سبایا اور صلح حدیبیہ میں ”اصص نظر اللہ“ کے قول کا ذائقہ کچھ صدیق ہے خوب سمجھ سکتے ہیں۔ ایسے ہی بہیرون کا نتیجہ ”انعام“ بھی ہے۔ اور وہ سب شتم میں کوئی باک نہیں سمجھتا۔“

”سہیل“ کے بچوں کو دیکھو اور اس کی تسامت پر نظر کرو تو ہمیں معلوم ہو گا کہ معدنِ تہذیب کدھر نظر آتا ہے۔

فرماتے ہیں ”ایک رسالہ کے ایڈیٹر منشی نے ”گویا بعلب آکھے نزدیکِ نابِ مضحکہ ہے۔ کیونکہ خدا کی مخصوص صفت ہے اور قرآنی آیتِ نبی السحاب لیتقال آپ کے عقل پر نزالہ باری کر رہی ہے سرمنڈلاتے ہی پڑے۔ مگر متیقن البتہ مضحکہ انگیز ہے جو کسی خرافاتِ میلِ پستہ کا مال ہے۔“

فرماتے ہیں ”لیکن ان کے سفیدانہ جرات کا خیال کرتے ہوئے سقیعول السفہاء درست ہے حق کا کہنے والا ہمیشہ اس لقب کو باطل پرستوں سے پاتا رہا رسول اللہ کو کسی کے

اسلام نے تجزین کے لقب سے یاد کیا ہے۔ تو میں بچا رہ کس شمار میں ہوں۔

رہنق بنو عجل بداء ابیہم وای امر فی المناہج حق من عجل

فرماتے ہیں: دشمنوں کو فرار کا رستہ بھی کبھی سے سچ لینا چاہیے، بہت اچھا نتیجہ سرخین، خندق کی کٹائی
سانے میں اور محمد کی چوٹی سبقتی آموز ہے، طعان کے کپڑے کے نشان قدم عرب کے سرکوں میں اننگ بھرے ہوئے
نظر آتے ہیں۔ ایسی صورت میں اہل عام بڑا بھی نہیں ملے، رہے فرار کے ایک نہیں نین چھین راستے
پیش نظر ہیں۔

فرماتے ہیں: "الوہ بشر خلیفۃ اللہ فی الارض ہونے کو ہوئے تو انہیں کی نفس پرستی رو دنا ہوئی، یعنی
حق نے باطل سے مقابلہ کیا اور ایسا ہوتا ہی آتا ہے۔ کیوں جناب ہی مطلب ہے؟ اب اسے بجائیے
نہیں۔ اچھا سنئے۔

آدم کے مقابلہ میں شیطان آیا خدا کے مقابلے میں بت ترانے لگے، عیسیٰ کے مقابلہ میں ہنود،
موسیٰ کے مقابلہ میں فرعون، عیسیٰ کے مقابلہ میں یہود، قائم انبیین کے مقابلہ میں میلہ کلاب، رحمن میں،
ادہ جلع وغیرہ۔ اب یہ بھی فرما دیجیے کہ امیر المومنین کے مقابلہ میں آپ والے تو غالباً آپ کا مفہوم اور
آپ کی مراد ہاتھ سے نہ جائے اور حق باطل میں استیلا نہ پائی پیدایا ہوئے۔ مگر آپ تمام مغالوں پر
ایمان لائیں گے اور یہاں کفر اختیار کریں گے۔

فرماتے ہیں: "کبھی شہر اسکی روشن کرنوں سے محبوب ہو کر اور نہ صاف اسی نظر آتا ہے، یہاں
کیا اور وہ اسکی راداشت، بیچ منوا سٹو والی شل سے پیچھے۔ اب تو عمر کیر و تانیث میں بھی امتیاز نگہ ہے
اُسے جناب یعنی القلوب تو تھا ہی اب بھی فہم کا دبیروں بھی آپ کے اندر ہے کیا دیکھ
میں یہی تعلیم ہوتی ہے۔

فرماتے ہیں: "تو بطلان نہ گرا ہی اس کی عالم افزوی کی تاب نہ لاکر سرزمین رائے کے گوشوں
میں روپوش ہو جاتی ہے۔"

سورۃ کفر میں بوم چشم کو زہر ضیا پاش نظر آتا ہے اس مسلک کے کاسک کی تر معلوم رسول خدا اور حضرت عیسیٰ

کے متعلق کیا رائے ہے کیا رسول پر قریش اور کفار کا خون غالب آتا ہے اور رسول صبح اپنے جاسوس کے غارت خویش رو پیش ہوتا ہے۔ کیا رسول کی شہادت کا یہی تغاض تھا کہ راتوں رات بھاگے اور یوں دہ دہت ڈسے جس کی مدد کے لیے خدا۔ اور اُس کے ملائکہ ہمہ وقت حاضر تھے، اس لم کو کھو گئے تو تعین خود جواب مل جائے گا۔

یا باری القوس بریاست تحسفا لا نقصدنا فاعط القوس بادیھا
فرماتے ہیں ”ایک ہی کرخت میں نام ظلت کدے پاش ہوتے ہوئے دنیا کی آنکھوں نے دیکھے۔“
پھر وہی اُردوئے سلی لکھ ماری کیا کائنات استعارات کا، ظلت کدوں کا پاش پاش ہونا اور کرخت کا موثر ہونا بھلا یہ الفاظ کوئی کہاں سے لاسکتا ہے۔ دیوبند کے اہل علم کے پیٹنٹ الفاظ ہیں جب فارسی کی صلوات اس قدر وسیع ہیں تو عربی کا کیا کائنات ظلت کدے پاش ہو گئے۔ یعنی نور و میان میں کیا اور خطر کنجی سی بھگی، کرخت آگے پڑا اس کے متعلق حملے لنت صرت اتنا لکھتے ہیں کہ در کرخت ایک قسم کا وسیلہ ہے جو صرت دیوبند میں پیدا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم
فرماتے ہیں ”ہمیں نہ قوم میں افتراق کی آگ بھڑکانا ہے نہ ہر کسی خاص طبقہ و فرقہ سے دست و گریباں ہونا ہے۔“

و دعویٰ تو یہ ہے اور مذہب میں جو کچھ آیا وہ یہ کہ محرم نمبر میں سب سے پہلے حملہ کی ابتدا افغانی، یہی بات کیوں فرمائیے جس کو صرت آپ کا منہ ثابت کرے اور فعل اس سے انکار کرے، ہاں یہ ہوں شہیل کا ضرور یہ وہ سوال سے نکلا آپ کا رسالہ برابر دیکھتا رہا مگر آس نے کبھی کچھ بھی لکھا ہو تو فرمائیے جب آپ نے ابتدا کی تو شہیل نے آپ کو اتنا تک پہنچایا کہ آس کو کوئی ہتھانہ تھی۔
یونیس انجم چار برس سے دریدہ جنبیوں پر آمادہ رہا ہے اور افتراق کی آگ بھڑکانا رہا اور اب بھی آخر تک اگر شہیل نے اپنے صافقے برسانا شروع کیے۔ اب انصاف کرو مہدی کون ہے؟
”نہ ہی کسی خاص طبقہ میں نہ ہی کسی دولت سے زبان قاصر ہے۔ دہا رہی آرو دکیا
کنا سبحان اللہ“

فرماتے ہیں "حامیان حق اپنی حرکت و سکون محض کتاب اللہ و سنت محمدیہ کے مطابق رکھا جائے
ہیں۔ یہ صفت جناب کا دعویٰ ہے، دلیل عقل کی طرح کم ہے کتاب اور سنت کے ساتھ جو سلوک آپ کے
نبو میں نے کیے ہیں اُس کے شیطا کی بجائے صغیات پر بھڑک رہے ہیں احراق مصحف، اور
احراق احادیث نبوی میں جب کوئی باک نہ تھا تو خلاف عمل کرنے میں کیا باک ہو سکتا ہے۔ اس احراق
قرانی پر اگر شاہد کی ضرورت ہو اپنی تاریخیں اٹھا کے دیکھیے احادیث کے احراق کا ذکر و کھنا ہر دے ملاعتی
کی کزن اعمال ملاحظہ ہو سبحان اللہ کیا حرکت و سکون سنت محمدیہ کے مطابق تھا کیا کوئی مثال اسکی رسول کے
عہد میں ملتی ہے جس کا اتباع کیا گیا ہو۔

فَات لَكُمْ لَذِكْرُوا الْفَضْلَ لَعْدِهَا بِنِي عَامِرٍ اَنْتُمْ بَشَرٌ اَلْمَعَا شِر

فرماتے ہیں "اگر تمہیں نے اپنی فضاہیت سے جس طرح چاہا دین کو تصنیف کر لیا، اس کے بعد چو کہ
دل نے اہل تہام کو گناہ بھیا تو بن اسطوریں "سا ذاتہ" جی لکھ دیا جو کچھ فرمایا درست ہے ہم نے
دین تصنیف کیا یعنی دوٹ سے لکھن خلافت کا کیا بخوڑی سی شراب جو حد سکرمیں نہ ہو جائز کر دی قرآن
اور احادیث نبوی میں آگ لگا دی تا نہ تراجیح کی ایجاد کی مستحبات کا نشتا فی رمن رسول اللہ و
انا احرمہما رسول کے زمانہ میں طرح کے شہ رائج تھے (انہیں میں حرام کرتا ہوں) کا صحیح لگایا جو
پر جہاد واجب کر دیا، نمازیں خضوع کو رخصت کر کے میں میں تجمیز جیش کی قبل غر دے قباب سوزہ افشاء
کر لیا، زنا عین ایقین کے حد تک پہنچ گیا مگر عد جاوی ذکرائی استار کہہ کے اڑوانے کا قصد کیا وغیرہ وغیرہ
یہ سب چارے تصنیفات ہیں۔

مَا بَا سَ بِالْقَوْمِ مِنْ طَوْلٍ وَمِنْ عَظَمٍ حَبِشَةُ الْبَغَالِ اِحْلَامُ الْعَصَافِيرِ

فرماتے ہیں "محرم نمبر میں شرک و بدعت کے رسوم بد جو حد میں شائع ہوئے یہ مگر کہیں شرک و کفر
جو قبل اسلام ظاہری تھا اس پر روشنی نہ ڈالی گئی اور نہ تراجیح کی بدعت ہو کوئی مشرکین و کفار حالانکہ حدت
ابو بکر میں محمد تک پہنچ کر کم رکھتے تھے کہ جسی قرآن میں پس پیش تھا اگر دلی کی کو درسی تھی جبکی فظ غلطی نے
تراجیح ایسا کر کے ملانی کی بھی فرماتے تھے کہ ہم نے چھپ نہیں کیا اب قرار ہے کہ مضامین کلمے کیج ہے و حافظہ بنا شہر

فرماتے ہیں، ”سہیل میں کے ٹائٹل پر ہی تم نے اعلان کیا تھا کہ اپنے شناسات کا ثبوت دیا ہے، ”پر ہی“،
 کا کیا کہنا۔ یہ وہی اوروں سے ملے ہوئے جھوٹ ہے، وہ گئی شکر کی شہادت وہ آپ کو جنتی سے کوئی چاہئے
 کہ اس نے ایسا شکر کیوں کہا جس سے آپ کی ڈاڑھی میں نہ لگا ہو۔

فرماتے ہیں، ”ہماری طرف سے ایک ڈکارتا ہوا شیران سب لوگوں کو گھیرے ہوئے من کا
 ملاحظہ بند کیے ہوئے ہے، یعنی انجمنِ عکس نہند نام رنگی کا ذور خدا کی شان، ثعلبی والے اسدا لکھنویوں سے
 یہ خطاب کریں در انما ایک ایک کی جمع دوسرے کے لیے سب زور بدو شغال سے زیادہ قبیح نہیں۔
 گوہ احد کی چوٹی کی آواز نہ خود کافی اردو یہ (میں بڑو ہی کی طرح اچھٹکتا تھا) تو کچھ اور کہتی ہے، اب اپنے
 منہ سے چاہے شیر کو چاہے کچھ اور مگر ملاحظہ وقت واقع گم ہی رہے گی۔

فرماتے ہیں، ”کسی اصولی مسئلہ پر اے مذہبی گفتگو کیجیے، ”بھان اشد اس سے بڑھکے کیا ہے یہ
 اہل علم کی شان ہے، مگر آپ تو قلعہ اشد تر اسے بحث کرنا چاہتے ہیں جب کہ آپ کی اس تحریر سے
 معلوم ہوا، البم اللہ ہم بالکل تیار ہیں عدل تو آپ کے یہاں ہے نہیں اس سے بحث تو کیجیے کا نہیں ملتی
 جو جید و صداقت اس میں کثرت اور تقسیم نظر آتی ہے ہر مال ہم منتظر ہیں اور اچکے زہب کے تار شہادت
 جو عدل عین سے غار سے پلے آتے ہیں وہ ہمارے پیش نظر ہیں۔

فرماتے ہیں، ”قیس کو دن خود نہ اندھ میں لاگو عید کیجیے است، ”کیوں ہو بولوی ماہ بہ ماہ بہ سہیل نے
 محمد ابن ابی بکر کی دفع میں جس میں ان کو قتل کیا گیا تھا بیخلف ثالث کے گھر میں بھیجی تھی اور زور و زبہار لہ
 یعنی جناب نائمہ اس کو پہن کے عالم و جد و سرور میں ناپتی تھیں من قوت کیا اپنی عمر بے رتقاہ
 فرماتے ہیں، ”ہمارے جوابات کے لیے تیار رہ بیٹھے، ”بہت دیر سے تیار رہیں مگر بڑو، ”دور اول
 ہے سہیل جی پر براہ ہے خدا کرے جلد اس شام زہب کی جمع ہو دوار ہو۔“

ایوب علی الخلیف من بعدہ

لیثات خلافت ضنین

مدیر انجم کی خیانت اور جہالت

لکھا و کافی کی کتاب الزی و اہل میں صلا پر سے عن ابی عبد اللہ قال النظر الی عورة من لیس بمسلم نظرک الی فرج الجعاس یعنی حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ جو عورت مسلمان نہ ہو (کو شیعہ ہو) اسکی شرمگاہ دیکھنی ایسی ہی ہے جیسے گدھے کے پیشاپ کا مقام دیکھنا۔

زما اس جہالت کو دیکھیے اور مذہب مدیری کے زور پر نظر کیجئے کہ حدیث و روایت کے لفظ اس نے بدل دیے اور پھر صدق مقال کا دعویٰ ساتھ ہے، کافی کے صلا پر یہ عبارت ضرور ہے مگر بجائے لفظ فرج کے لفظ عورہ استعمال کی گئی ہے آپ کی حدیث تخریف نے جس سے اس قوم کو خدا کے سامنے بھی پاک نہیں ہوا بجائے لفظ عورہ کے فرج پیش کر دی۔ یہ ہے مکمل ہوئی تخریف و خیانت پھر یہ سلوک اگر تنہا سی طرف سے قرآن کے ساتھ کیا گیا تو عملی قہر نہیں پھر کیوں جہانغ باہر تے ہو۔ اب زما جہالت ملاحظہ ہو مدیر یہ سمجھا ہے کہ "عورت" کے معنی ہر جگہ شرمگاہ ہے کے آتے ہیں اس اعتبار سے گویا عورت، و عورہ میں تسادیس کی نسبت پہنچی۔ اب ہر عورت کو خواہ عورت لکھ پکار یہ یا.. شرمگاہ.. کہہ کے مدیر "انجم کبھی بھی برآ نہ آنے کا کیونکہ حق کے اظہار میں بقول حضرت عمر کوئی بے شرمی نہیں اس اعتبار سے نویں کے احادیث میں لفظ عورہ کے معنی شرمگاہ کے ہیں ملاحظہ ہو۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ
لا یری مومن خید عورة فیسترھا علیہ
الا دخلہ اللہ بھ الخبۃ رواہ الطبرانی
فی الاوسط و احسنہ

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول نے فرمایا
کہ اگر کوئی شخص اپنے بھائی کی عورہ دیکھے اور
چھپا ڈالے تو اس کو خدا اسکے عوض میں جنت میں
جگہ دے گا۔

کتاب الزیغ ص ۴۰۹

مدیر انجم کے افادات سے یہ عجب بات معلوم ہوئی کہ بھائی کی شرمگاہ دیکھو اور کپڑا ڈھانک دو بس حنت تمھاری ہے۔ نہ معلوم یہ صلہ چھپانے کا ہے یا شرمگاہ دیکھنے کا جب مرد کی شرمگاہ دیکھنے میں پوری حنت ہے تو عورت کی (اگر وہ سنی ہو) آدمی حنت تو کہیں گئی نہیں۔

من یقیم عورتہ اخیہ یتیم اللہ عودتہ
و من یقیم اللہ عودتہ یقضہ
جو شخص اپنے بھائی کی شرمگاہ بقول انجم اٹھوڑتا ہے تا اس کی شرمگاہ ڈھونڈھٹا ہے۔ اور جسکی خدا شرمگاہ ڈھونڈھٹا ہر خدا اسکی تقصیر کرنا ہے۔
مشکوٰۃ ص ۳۳۰

کیوں جناب مدیر میں سنئے ہوئے نا؟ یہ استفادہ اپنے ستر عورتیں سے حاصل کیا ہو گا، اس قسم کی ہزاروں حدیثیں آپ کے کتب مطاح میں ملیں گی اب تو ہر جگہ عورت کے منی شرمگاہ کہیں گئے۔ شرم مٹکیجی، اور جہالت کو چھوڑے اگر چہ وہ آپ کی فطرت ہے معذور و روایت یہ ہے کہ جس طرح فحاشی کی غیبت جائز ہے ویسے ہی غیبیہ مسلم کی برائیوں پر نظر جائز ہے اور جیسے عورت مہمہ دیکھنے میں کوئی معذرت نہیں ویسی ہی سنیہ غیر مسلم پر نظر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہاں عورت کا تو کوئی ذکر ہو نہیں اوروہ اہل کلمہ کا لفظ ہر خدا ترجم کی جہالت کو اور بٹھائے۔

ایک سنی عورت کے کشت

فرماتے ہیں جو عورت مسلمان نہ ہو اگر شیعہ ہو، یا بخئی اور اراق دیکھو تو ہمیں معلوم ہو گا کہ تمھارے منکبات نے اپنی..... کی قمیصیں کیا لگا لی ہیں اور ان کے حسن عالم سوزنے کتنے چراغ جلا کے بجھائے تھے عائشہ بنت طلحہ جو حضرت ابوبکر کی نو اسی قمیص اُنھوں نے اپنے عورتہ وہی شرمگاہ کے معنوں میں ایک عاشق جال کو چند دھبوں کے عوض میں دکھائی زیادہ توضیح کی ضرورت ہو تو اغانی میں عائشہ بنت طلحہ کا تذکرہ دیکھو اگر غلط ہو تو ہم سے مطالبہ کرو۔

عائشہ بنت طلحہ کا تفسیر

دولت پر آمبر و کی قربانی

اربعی عائشہ بنت طلحہ و ثلاث الفاد و هم فاضلہ اس نے کہا کھائے جائے کہ سب دیکھا دے اور تیرے لئے نیک

عائشہ بَدَلَتْ قَالَتْ قَاتِي التَّجْمَعِ فَاعْلَمِيهَا وَلَا
تَعْرِضِيهَا فِي عِلْمِ فِقَاهٍ مَا لَيْسَ بِهَا
تَغْتَسِلُ فَاَمْسِرْ مَعْبِلَةً وَمَدْبُورَةً
مَدُنِي اس کے وطن میں مذہب لادنی نے عائشہ کو اس طرح
دی عائشہ میں پسندانی ہو گئیں گلاس شہر پرکھنے والے
کو اس کا علم ہو کہ عائشہ ان باتوں کو اپنی ہی عائشہ طرح
کڑی ہوئی تھی مثال ہولاء بہ نہ بڑے آگے بڑھیں یا کھک
۱۱ قاتی جلد دوم ص ۵۷
دیکھنے والے نے خوب دیکھا۔

حضرت ابو بکر کی نو اسی اور حضرت طلحہ کی صاحبزادی کو اپنی شہر گاہ دکھانے میں کوئی پاک نہ تھی
وہ بھی مرتد و ہزار روپیوں کے لیے، یہ گھرانا دولت پر مشاہد تھا، غصب سے ملے تو، اور آبرو بیچ
کے حاصل ہو تو، سبحان اللہ اس گھرانے کی لڑکیاں کتنی ہفت دار اور مذہب رہی ہوں گی جب تک ایک
مثال مشتے اندر واری کی حیثیت سے نذر ناظرین کی گئی۔ اب اگر ایڈیٹر انجم بجائے اس نفرت
کے اگر کشیدہ ہو، یقیناً سنی ہو، کا استعمال کرے تو بجا ہے۔ اب ذرا آئندہ ملاحظہ ہو۔ فرماتی ہیں میں
ایسا کروں گی مگر دیکھنے والے کو اس کا علم نہ ہو کہ میں عمداً ایسا کر رہی ہوں۔

علم دشمن! یہاں عورت کے معنی امداد کے نہیں پہلے کسی سے پڑھ لیا کرو، آپ ﷺ کا شمس
پر غور کیا ہوتا اور سوچتے کہ مسئلہ، کیوں نہیں تو یہ گتھی حل ہو جاتی اور نفاق فوائی کی ضرورت نہ تھی۔

مظہری خبیری انجمن عباسیہ لکھنؤ کے سکریٹری سید ظفر حسین صاحب دام مجید نے اس خبیری کو
طبع فرمایا ہے مروج نے اس میں چند ایسی خوبیاں لکھی ہیں جو قابل ذکر ہیں وہ کام جو خبیری سے لیا جاتا
اسکے علاوہ اس میں یہ صفت ہے کہ یہ خبیری ہر امام کی ولادت و وفات کی تاریخوں کو بتاتی ہے مذہب الامیہ کی
وہ عیدیں جو عوام سے پوشیدہ ہیں ان کو بھی ظاہر کرتی ہے تمام شہر و خطیں جو لکھنؤ الہ آباد و جموں و فیروز
نہر ہوا کرتی ہیں ان کا ذکر تاریخ مقام وقت بانی مجلس اور ذکر کے نام سمیت اس میں مندرج ہے، جو لوگ
شرکت کا جاس کے لیے لکھنؤ تشریف لاتے ہیں ان کے لیے یہ خبیری بجا مفید ہے بلکہ ایک حقیقت ہے کہ ہر
جس کا ساتھ لکھنا ضروری ہے۔ امر کے مکٹ وصول ہونے پر بھیجی جا سکتی ہے۔

ملنے کا پتہ :- سید ظفر حسین گوٹہ مریٹ چوک لکھنؤ متصل مسجد بساطی۔



الحیثیہ



حضرت اہتمام عالم اسلام میں عموماً اور علمی دنیا میں خصوصاً واقعہ الحکمہ جنتہ البقیع۔ جو چھپان پھیل گیا کہ اب کہ ہر بنگلہ خراش اور طرح فرما تشریح کا محتاج نہیں تمام عالم اسلام نے متفقہ طور پر یہ ان لیا ہو کہ اس اسلام مخالفین نے ان مقامات مقدسہ و آثار متبرکہ پر بیٹھائی حملہ کیا ہو جہاں سے شب روز تسبیح و تمہیل کی آوازیں بلند آتی تھیں اور انہیں چون کو حیا سوز جذبہ سے بے نشان کر دیا ہو جو جبریل میکائیل کی طواف گاہ میں تھیں حقیقت یہ ہو کہ شرف ازیانیت کے ان نجدی لیروں نے بدوؤں سے کہیں نہ مسئلہ اپنی شیطانی حکومت کو ٹیٹی کی آئین رد دار کھنے کے لئے کفر نما اسلام کا جال سلے پھیلایا ہو کہ اس پردے میں ایک طرف زرد مال و عزت و کبرئے مسلمانان عالم پر حملے جائیں اور دوسری طرف لپٹنے جا جا جذبہ اور کافرانہ اسلام کے تحت میں انبیاء ائمہ اولیاء اللہ اور خواتین عصمت طہارت کی ذوات مقدسہ سے منسوب مقامات کی بہت مملع کر کے اور خدا کو بھگایا جائے۔

وَاللّٰهُ يَشْفِيهِمْ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ ظُلُمَاتٍ إِلَىٰ نُورٍ

لیکن قرآن بکار بکار کے کہہ رہا ہو کہ خدا اپنے نور کو تمام کر کے رہا گا خواہ کافر کتنی ہی کراہت کریں جب یہ کہ بھلائے پیش آئی نہ بھی تو اس کے ایک دنی ایجنٹ سے کیا بھگی۔ بہر حال ملعون نجد اور اس کے پھیلاؤ و مثال کی زبان بندی نیز تطہیر حجاز کی آئری گھڑی تک شیعیان ہند کی نایندگی اور ترجمانی کے لئے ابواصلح منیر زیدی الاصلی دہلوی سابق مدیر فرائض نے جنت البقیع کی اداات قبول فرمائی ہو بشرطیکہ صرف للہم سالانہ ادا کرنے والے کافی حضرات اپنے اہما مبارک و جبر کرا دیں۔ ذیل کے پتہ پر اس تحریر کے ساتھ صاف نام اور خوشخط پتے آنے کی ضرورت ہے کہ ہم مندرجہ ذیل غلامان محمد و آل محمد اخبار جنت البقیع کی خریداری منظور کرنے اور سالانہ چندہ مبلغ للہم کا سنی آؤر اطلاع طلبی موصول ہوتے ہی بھیجنے کے لئے تیار رہیں۔ پانچواں۔ زیرہ دھیا ہونے پر انشاء اللہ اخبار کا پہلا پرچہ مفت خدمت میں روانہ کر دیا جائے گا والا فلا۔

پتہ صرف منیجر پوسٹ پریس "دھلا

خدا کی قدرت کا تاشہ دیکھئے
 کیونکر
 بذریعہ
معجون کا یا پلٹ

یہ قلیل المقدار کثیر المنافع تمام مضر ترن سے پاک صاف مرکب اپنے اثرات میں عجیب تاثیر ہو۔ یہی وجہ
 ہو کہ تمام اطراف و اکنان عالم میں درجہ قبولیت کو پہونچا ہوا ہے ہمارا ۳۵ سالہ تجربہ حسب ذیل منافع
 کو پیش کر چکا ہے۔ اعضائے رئیسہ دل و باغ جگر قوائے مہیمی کو زبردست قوت بخشا ہے۔ میخوس
 امراض جنسے جوانی میں پیری کے آثار۔ اولاد سے مایوسی۔ ہمدولی خیالات میں پراگندگی
 کبھی کبھی موت کے خیالات کا ذہن میں چکر لگانا ہاتھ پیروں میں ریشہ تھوڑی محنت سے بہت
 تھکا دھڑ چہرہ بے رونق اور زرد ہو جانا وغیرہ زخیمہ شکایات پیدا ہوتی ہیں اور کونین کر کے
 اس قدر قوت پیدا کرتا ہے کہ قابل بیان نہیں خاص کر اون لوگوں کے لئے انجیات سے کم نہیں ہے جو
 اپنے ہاتھوں سے اپنے جوہر جسم کو برباد کر چکے ہیں۔

نوٹ۔ ہم صدق دل کو وعدہ کرتے ہیں کہ یہ مرکب معجون چند ہی روز میں جو ان بنایہ کی کل مردہ قوتیں ضرور سرفروز کرے گی
 مقدار غوراک صرف ایک تولہ پورے ایک مہینہ کا ڈبہ قیمت تین روپیہ بارہ آنہ (۱۱۱)

مرزا سجاد حسین حطار مالک و احاطہ معین العلایج جھولی کولہ جوک لکھنؤ

صلائے عام

دفتر سہیل میں ترجمہ کا کام پیش ہوتا ہے، عربی، فارسی اور انگریزی کتابوں کے تراجم
 سلیس اردو میں کیے جاتے ہیں، ماہ محرم سے اسکا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ نہ صرف تراجم بلکہ تصنیفات و ایضاً
 متعلق ہر کام سرکاری میں تہنونی کیے گئے انجام دیا جاتا ہے۔ اجرت ترجمہ مندرجہ خط و کتابت کو کجا سکتی ہے۔ ترجمہ

دواخانہ دارالادویہ ہسپتال کے تیار کیے ہوئے سیرہبہ شریعت و کثرت

حسب کیمیائے عشرت یہ دوائیں حضرات کے واسطے ہر جہاں توت خود زائل کر چکے ہوں گا اور کے استعمال سے منظر توت پیدا ہو جاتی ہے کہ بیان سے باہر ہو جو لگ بھگ یوس ہو چکے ہوں ان کو رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ توت بہرہ اور جہان کیلئے اکیسہے متواتر استعمال سے مایوسوں کی امید برآتی ہے۔
قیمت فی درجن (سترہ)

اکیسہے اعصاب طاقت دوائی پیدا کرنے کی ایسی دوائی ہے جس کا مثل نہیں ہر مرض کے خدیہ شدید علامتوں کو لاغزواتوں جو گئے ہوں اس کے استعمال سے توت عود کر آتی ہے رنگ خستہ رخ و سفید ہو جاتا ہے جو مریض کے فعال کو تقویت قلب کھاتا شانہ و گدردہ کے انفعال کو درست کرتی ہے جہاں کثرت آلام عشرت کو دور کرتی ہے عورتوں کے خضیہ امراض کا علاج ہر مرض انیمیا خون کی کمی میں اسی سے
قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہدہ)

روغن آملہ ترکیب خاص دل و دماغ کی طاقت کیلئے آب آملہ سنہر و دیگر مقوی دماغ ادویہ سے ترکیب خاص تیار کیا گیا ہے بالونکو قبل از وقت سفید ہوئیے روکتا ہے خشکی دماغ و بد خوابی و مرض میداری کو دور کرتا ہے بالونکی جڑونکو مضبوط کر کے گریسے باز رکھتا ہے بالونکو چکر دار و دراز کرتا ہے صنف نازک نسوان نیز دماغی محنت کرنیوالوں کیلئے بے نظیر ہے۔ قیمت فی شیشی (عہدہ)
اکیسہے۔ معدہ کے تمام امراض کیلئے حقیقتاً اکیسہے۔ قراقرز سورہمی۔ کمزوری معدہ۔ نفخ شکم۔ بواسیر بادی۔ درد شکم۔ تھمہ۔ ہیضہ۔ کو فوراً فائدہ کرتا ہے کیسی ہی تشیل غذا کھائی ہو تو قہوڑے عرصہ میں مضہم کرتا ہے معدہ کو قوی کر کے بھوک بڑھاتا ہے ایک دفعہ تجربہ فرمائیے۔ نمونہ مفت طلب کیجئے۔ قیمت فی شیشی (عہدہ)

فہرست کھان دواخانہ کی مفت طلب فرمائیے

مینجر دواخانہ دارالادویہ دکنوریہ اسٹریٹ "لکھنؤ"

۶۶۳
۳۱

REG No A 1563

علیه ارجاست

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
طَبَعَ فِي مَكْتَبَةِ الْإِسْلَامِ
بِالْمَدِينَةِ الْمَكِّيَّةِ

بِسْمِ اللَّهِ

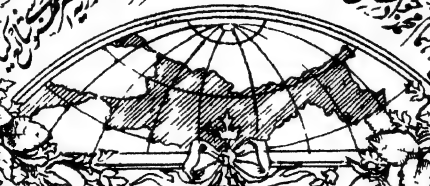
بِسْمِ اللَّهِ

مَكْتَبَةُ الْإِسْلَامِ

أَبُو الْبَرَاءَةِ سَيِّدُ ظَهْرِ بَهْدِي كَهْمِ رَضِيهِ رَأْدِي جَالِسِي

فَنَسِلْ سَلَامًا فَنَسِلْ مَنَسِي فَنَسِلْ يَوْمِي فَنَسِلْ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
طَبَعَ فِي مَكْتَبَةِ الْإِسْلَامِ
بِالْمَدِينَةِ الْمَكِّيَّةِ



قواعد سہیل مین

۱۔ یہ رسالہ براہ عربی کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوگا
 ۲۔ سہیل کی ضخامت فی الحال ۴۴ صفحات سے کم نہ ہوگی
 ۳۔ سہیل جلد خریداران کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا
 ۴۔ اگر خریدار کے پاس کسی جیسے نہ پہنچ سکے
 تو ۲۰ روپے عربی تک فتر میں اطلاع پہنچنے پر دوبارہ
 روانہ کیا جاسکتا ہے اسکے بعد ۴۰ روپے تک وصول
 ہونے پر بھیجا جاسکتا ہے۔

۵۔ سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ۲۰ روپے اور ہر سال
 ۶۔ جلد برسات و ارسال نہ دیکھنا و کتابت بنام
 ابوالبراعۃ سیف طہر مدنی گھر مدینہ ریاض مناشیر
 سہیل مین دکنویہ ٹریٹ بکھٹ ہونا چاہیے۔
 ۷۔ مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر محدود
 سہیل سے متجاوز نہ ہونگے اور معیار علم پر ٹیک آئیں گے
 تو بلا تینان شائع کئے جائیں گے۔

۸۔ سہیل کو چھ آئینہ اپنی کام میں جو دینی حمایت اور
 مذہبی دفاع پر مختصر ہو توسیع پیدا کرنا ہی ہندو
 بغیر استثنائات حاضر خدمت نہ ہوگا۔
 ۹۔ نمونہ کا پرچہ ۴۰ روپے تک آنے پر بھیجا جائیگا۔
 مفت حاضر خدمت نہ ہوگا۔

۱۰۔ خریداران کو عرض ہو کہ خط و کتابت کرتے وقت
 منبر خریداری کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ناممکن
 ۱۱۔ جو طلبہ امور سہیل کے جانی کارڈ یا کٹ آنا چاہیں

اغراض و مقاصد سہیل مین

۱۔ ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علمی
 مضامین کی اشاعت۔
 ۲۔ معاندین اسلام و مخالفین مذہب شیعہ کے
 بیجا اعتراضات اور طعول کا دفاع۔
 ۳۔ حقیقی اخلاق اسلامی کا نشر۔
 ۴۔ علمی قومی اور مذہبی اور ان ملکی معاملات
 پر جو مذہب متعلق ہوں گے تبصرہ و نقد۔
 ۵۔ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علوم
 و سوانح کا نشر۔

شہرین کیلئے بہترین موقع ہو کہ وہ
 اس کثیر الاشاعت رسالہ کے ذریعہ
 نفع اٹھائیں اجرت اشتہارات حسب ذیل ہے۔

جگہ	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	ایک ماہ کیلئے
پورا صفحہ	۱۵۰	۷۵	۵۰	۳۰
نصف صفحہ	۷۵	۳۷	۲۵	۱۵
تین چوتھ	۳۷	۱۸	۱۲	۷

اشاعت اشتہار وصول اجرت پر موقوف ہے
 رعایت کی گنجائش نہیں۔



۸۰۱۲

سہیل مین

۱۷۸۸

ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ میں وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے شائع ہوتا ہے سالانہ امانت
ہندوستان کے اندر تین روپیہ چار آنے ہندوستان سے باہر پانچ روپیہ آٹھ آنے

از حساب مہم چوتھے کنہاز آن کسانکہ تیغ صہیم زرنہ

جلد (۱) ————— ماہ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ ————— نمبر ۱۲

نمبر شمار مضامین مضمون شمار صفحہ

۱	فتوۃ الدر	مدیر خاص	۲ - ۷
۲	تہذیب غیر مذہب	"	۸
۳	غروب مہر کرم	"	۹ - ۱۰
۴	معرکہ القلم	ایک متفق	۱۱ - ۲۲
۵	رد موضوعات کلینی	مولوی اعجاز حسین صاحب دہلوی	۲۳ - ۳۶
۶	نگہاں	مدیر خاص	۳۵ - ۴۰

مَنْشُورُ السَّنَةِ

آج خوش ہوں کہ امانت سے سبکدوش ہوا

الحمد للہ کہ اس نمبر کے ساتھ سہیل مین کا دورِ اول ختم ہوتا ہے اور انشاء اللہ ماہِ غوال سے اس کا دورِ جدید شروع ہوگا، سہیل اپنے معاونین سے شرمندہ بھی نہیں کیونکہ بھلائی کا طبع اپنے وقت پر ہوتا رہا جس کا تجربہ اسکے خریداروں کو ہو گیا ہوگا، اسکے طبع اور سامانِ طبع میں کبھی کوئی کمی رونما نہیں ہوئی، اسکی صورتی تصویریں اپنے حال پر باقی رہی اور انشاء اللہ رہے گی، جس کے ناظرین سہیل خود شاہد ہیں۔

وہ اعانت کی رقم جو میرے پاس امانت رکھوائی گئی تھی اسکو میں نے ”سہیل“ کی صورت میں آپ حضرات تک پہنچا دیا گو یہ قسط سہی جس سے آپ بھی منکر نہیں، آج سہیل کی کیفیت اپنے میں محسوس کر رہا ہوں کیونکہ ان قود و الامانات کا ”عامل نکلا اور یہ تمام باتیں توفیقاتِ الہیہ کی عنون ہیں درنہ میں:-

چہ بر خیزد دوست و کردار من مگر دستِ لطف بود یار من

کیا اب کہہ سکتا ہوں کہ جب امانت داری کا ثبوت میں نے عملاً دیدیا تو سہیل کی امدادی رقم کا ہین مجھے پھر بنا دیجیے تاکہ تکرارِ فعل نہ مجھے تلویضِ امانت سے غافل مہمے دے نہ آپ کو مذہبی اعانت سے۔ گو کہ زحمت ہے مگر اپنی امدادی رقم جو محصولِ تین روپیہ چار آنے ہے بذریعہ نی آؤر مصلحت کی ۹۲ تک دفتر میں بھیج دیجیے اور آپس بے انتہائی کوشش دیجیے کیونکہ یہی پنی بھیجنے میں میری ناقابلِ برداشت زحمتوں کے مساوی آپ کا نقصان بھی ہے جو مجھے کسی طرح گوارا نہیں۔

اگر خدا نخواستہ خریداری منظور نہیں جسکا مجھے گمان بھی نہیں کیونکہ سہیل نے غالباً کوئی بات خلافِ مزاج نہ کی ہوگی) تو دفتر کو فوری اطلاع سے سرفراذ کیجیے درنہ ماہِ شمال کا رسالہ دی فی حاضر خدمت ہوگا اور سو قضا آپ کا اخلاق اُس کے واپس کرنے سے غالباً شرمندہ نظر آئے گا اور آپ اسے وصول فرمائیں گے۔

آپ کی کیا رائے ہے؟

میرے پاس دوران سال میں چند اقتدار نامے آئے جو لکھنے والوں کی توانائی کیفیت پر ایک تیز روشنی ڈالتے تھے اور جس میں ان کا اصرار تھا کہ سہیل کا حجم بڑھا دیا جائے اور بجائے ڈھائی جز کے چار جز کا کر دیا جائے اور اسکا سالانہ چندہ بجائے تین سو بیس کے پانچ کر دیا جائے، کیونکہ ظاہر ہے کہ اس قیمت پر کوئی وہ سرمایہ چھپیل کی سی حقیقت کا نہیں نکلتا، اگر خریداران سہیل اس اعانت پر رضی ہو جائیں تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ میں بھی اجزائے سہیل جس ذیل ابواب کا اضافہ کرنے کے لیے تیار ہوں تاکہ سہیل ہر فراق کے موافق کچھ نہ کچھ اپنے دامن میں رکھے۔ اگر اسکا حجم چار جز کا ہوا تو حسب ذیل ابواب بمنزل سہیل کی حقیقت سے اس میں موجود ہوں گے۔

(قانونیت منہ اشتعاہتہ عینا قد علم کل اناس مشر بہم)

- (۱) معرکۃ القلندر (جس سے آپ واقف ہو چکے ہیں) (۲) زبیر کلاسد (اس باب میں وہ اعتراضات ہونگے جو مذہب غیر کا بلال ثابت کریں) (۳) نقد قبل الحشر (اس میں تاریخی مضامین ہونگے) (۴) نغمہ حجاز (اس میں عرب کی شاعری سے بحث ہوگی) (۵) ریحانۃ الہند (اس میں اردو اشعار کا تذکرہ ہوگا) (۶) حیاۃ النفر (اس میں ان اعتراضات کا جواب ہوگا جو مذہب اسلام پر کیے جاتے ہیں اور مخالف صحیح آریہ اور نصاریٰ اور دہری ہونگے) (۷) فصل الخریف عنہ الربیع (اس میں نقد و تبصرہ ہوگا عام اس سے کہ کسی مفہوم کا مویا کسی شعر کا یا کسی کتاب کا جو اپنے دامن میں غلط اور بے اصل مضامین لیے ہوئے ہے) (۸) نشاط الکسلان (اس میں نکال بات اور دھسپ چیزیں ہونگی جنہیں ظرافت کا پہلو ہوگا) (۹) تحیۃ القادیم و تودیع الماضی (اس میں اخبار کا نچوڑ ہوگا اور نئی خبریں ہونگی) (۱۰) افق المشایعہ (اسکا مطلب نام سے ظاہر ہے) (۱۱) تذکرۃ الامانی (اس میں محض اردوؤں کا ذکر ہوگا جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ سہل کی آرزو میں کیا تھیں یہ بارگاہ باب ہیں۔ اب آپ اپنی رائے سے مطلع کریں اگر اضافہ حجم و معلومات مطلوب ہو تو آپ صر سالانہ سے اعانت کریں اور میں اسے چار جز کا کر دوں ورنہ ڈھائی اور تین جز کو حاضر ہوتا ہی رہتا ہے۔

اعتراف خطا کہیں بات بہت اچھی معلوم ہوئی کہ معزز نگار نے اپنے مطالب کے بعض اجزائے کے لحاظ ہونے کا اقرار کیا اور اپنی خطا کا اعتراف کیا اور اس اعتراف کو ماہ جنوری ۱۹۸۷ء کے رسالہ میں دوبہ وضاحتی دو انٹریں جگہ دی، شاید کہ ہمیں بعضہ برابر دہو ہوا، ہم نگار کی انصاف پسند طبیعت سے خوش ہیں کہ اس نے ہٹ دھرمی نہیں اختیار کی اور اپنے کلام کے ایک جز کی غلطی کا اقرار کیا، جب چیزیں انھیں نظر آیا تو نفل میں آپ سے آپ کچھ ہو گا جس کو ان کی نظر بعیر غائباً خود پر کھلے۔

جریدہ معارف اور سہیل

بازوئے سننا تھا کہ ایک شیوہ اخلاقی ہے مگر بعض طبائع اسے منکر ہیں، چنانچہ سہیل کئی مہینہ تک دفتر المعارف اعظم گڑھ میں جاتا رہا، مگر افسوس ہے کہ معارف کے جمود میں کوئی حرکت پیدا کر سکا، مکن ہے رسم مبادلہ اخبار و جرائد ان کے یہاں نہ ہو۔

وہ مضامین جو دفتر میں آتے ہیں ان میں آئندہ سال سے انشاء اللہ ترمیم و تہذیب کا عمل ضرور جاری ہو گا اور اس پر مضمون نگار حضرات کو ناراض ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں جبکہ مدیر پر رسالہ کی ہر طرح کی ذمہ داری عائد ہے۔ مضمون نگار حضرات اسکا خیال رکھیں کہ وہ مضمون کے طویل بنانے کے لیے عبارت آرائیوں سے کام نہ لیا کریں بلکہ ادا سے نفس مطلب کا لحاظ رکھیں۔

اگرچہ اطلاع دی گئی تھی کہ مکن ہے رمضان کا پرچہ دو جز کا بن سکے مگر میں اس کمی کو اچھا نہ سمجھا لہذا رسالہ ڈھائی جز کا حاضر خدمت ہو رہا ہے اور رسالہ شعبان و ذوالحجہ کی ذرا دقتی سے موجود ہوگی انتہام نہ لے گی مطمئن رہیے۔

تحفہ اثنا عشریہ کا جواب

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تحفہ اثنا عشریہ جو فارسی سے مترجم ہو کر اردو میں آچکی ہے اور جس پر انجم کے نقش مذہبی کا دار و مدار ہے، اسکے جواب لکھنے کا وعدہ باوجود کثرت اشغال اور قلت وقت و عدم فرصت مجھ سے حضرت صدرا لوداعلیٰ ملک الانا لطیف رئیس العلماء مولانا مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ دام ظلہ العالی نے فرمایا ہے، جو زیادتی اجزائے سہیل کے بعد ہمیں برابر طبع ہوا ہے گا۔ یوں تو تحفہ کے متعدد جواب شیعی دنیا سے نکل چکے ہیں مگر یہ جواب یقیناً آپ ہی نظیر ہو گا اگر قوم نے توجہ کی اور فرمایا کہ سہیل نے جو بحمد اللہ برہنہ بڑھتے جا رہے ہیں ایک ایک خریداریا ہم پہنچا اور اجزا اپنی اعانت کے ساتھ بڑھا دیے تو یہ بیش بہا تصنیف شیعی دنیا سے علم میں نہ لائے نہ بھلا دیں

دنیا سے علم میں ایک نثریں تاریخی اضافہ

سلطان الانواعین حضرت شمس العلماء مولانا مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ کی سعی بلیغ نے حضرت خلیفہ ثانی حضرت عمر کی "سوانح عمری" کا حصہ اول مرتب فرمایا ہے جو نہ صرف قابل ہے بلکہ ایک تاریخی معلومات کا مخزن ہے مولانا مظلہ نے اسکی ترتیب میں جو واقعات فراہم فرمائے ہیں اور جن موثق کتب اہلسنت کو ان کا ماخذ قرار دیا ہے اُسپر کسی خاص روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں کیونکہ انکی وسیع النظری اور ان کا بحر علمی کھمدہ محتاج بیان نہیں، میں نے بغرض طبع ابن البیت کو مولانا مظلہ سے حاصل کر لیا ہے اگر شائقین علم فضائل اسکی قیمت جو دور دوریہ ہوگی بیٹھی میرے پاس بھیج دیں تو میں اسے مطبع کے حوالہ کر دوں کیونکہ عدم سرمایہ اسکی طبع کا مانع ہے کم از کم پانچ سو خریدار اگر اس بات پر آمادہ ہو جائیں تو یہ تالیف بے نظیر جلد سے جلد طبع ہو کر اپنی مدت میں حاضر ہو جائے گی۔

اس جلد اول کا حجم کم از کم دو سو صفحات کا ہو گا جو ۲۶x ۲۰ کے سائز پر اپنی دیدہ زیب دہانت کے ساتھ ایمان فرائیہ ناظرین ہو گی۔

مدیر انجمن کا خدا

بدوق توسن حق اگر چہ تلخ بود فرو برش کز اداں لذت فکر یا بی

شب برات کا طوائش کرنے کے لیے اس شب عرش سے اتر کر فلک دنیا پر آہا ہے دعاؤں میں
یا شب برات کی آتش بازی دیکھنے کے لیے مدبر چٹلک سے نظر بازی کرتا ہے، اس آتش بازی کی طاقت
ابکی انجمن نے بہت کافی کی ہے مگر اگر یہ ہندو حائل تو خدا کے اترنے کا کون ذمہ دار ہو گا
کیونکہ کوئی سامان دیکھ ہی عرش چھوڑنے کا محرک نہ رہے گا نحوذبا اللہ۔ لکھتا ہے۔

”آحادیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اس مہینہ کی ہندو میں شب میں حق تعالیٰ کا

نزول اجلال آسمان دنیا پر ہوتا ہے“

کیوں نہ شایہ عرش پہ بیٹھے بیٹھے دم گھیرانا پھرتیج کے لیے جگہ چھوڑتے ہوں، کیا کتا اس
وحدانیت کا جس پر شرک و کفر خندہ زن نظر آتے ہیں، اگر اسلام نے یہی توحید سکھائی ہے
تو انجمن اور اس کے چیلوں کو مبارک رہے۔ ”کفری خندہ برائیں اسلام ما“

ہماری باتوں سے عداوت

چراغے را کہ ایزد بر سر و زد کسے گر لپٹ ز مدبریش لبود

انکے بغض و کینہ کی کوئی حد باقی نہیں رہتی جبوقت ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری دینی عیدوں
میں وہ انجمن غم کرتے ہیں اور ہمارے غم میں علاوہ غم ہونے کے بدعت کے فسادے نکلتے ہیں۔
شب برات جو ہماری عید ہے اور وہ عید کہ جس شب ان کا خدا بھی عرش پر نہیں ہسکتا
اسکی ان روشنیوں سے اور آتش بازیوں سے جو انھار سرت و شادمانی کے لیے چھوڑی جاتی ہیں اہل
پرست فرقہ کی آنکھوں میں خیرگی اور دلوں میں ہلاکا التهاب و سوز پیدا ہوتا ہے، چنانچہ شعبان
کے مہینہ بھر ہر اخبار میں اسی کا رونا ہے، یہ اسلئے نہیں کہ اسکوہ بدعت سمجھتے ہیں، ورنہ بارہ
وفات اور شب قدر راہ رمضان ان روشنیوں سے محفوظ رہتی بلکہ صرف اسلئے کہ اسکا تعلق مذہب

شعبہ سے ہے لہذا ملنے کی کوئی حد نہیں۔

محکم کی دعوتوں میں جو ہزاروں کی آتش بازی صرف کی جاتی ہے اور چراغاں ہوتا ہے اور اگر ان لوگوں کا کبھی قلم اٹھتا تو ہم سمجھتے کہ عاقلاً یہ حق کو سنی ہے مگر ہمیں معلوم ہے کہ یہ صرف مذہبی تعصب کا شعلہ ہے جو باطل پرستوں کو کروٹ پر کروٹ بدلا رہا ہے کبھی عرس نظام الدین اولیا اور اشہر دور دیگر عرسوں کی بدعتوں پر نظر ڈالی ہوتی اور انکے مراسم کو دیکھا ہوتا کبھی ملک شام کے چراغاں کو اُگھائیں بھانڈے دیکھا ہوتا، اچھا اگر چراغوں کا روشن کرنا آتش پرستی ہے تو اب کی بارہ وفات ادا کیا روضہ شریف و شب قدر میں اسکی حالت کرو۔ یہ کون سا انسان ہے کہ تم تراویح پڑھو چراغاں کو بدعت نہیں اور ہم جو کچھ اظہار مسرت میں کریں وہ بدعت ہے محرم کا غم بدعت اور شب برات کی مسرت بدعت۔

سچ ہے :- نیش عقرب نہ اڑے پکین است۔ مقتضائے طبیعتش ایں است

سکوت محض

(خامشی) بے سبب نہیں غالب کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

آج گیارہ مہینہ مجدائے گدے کہ سہیل النجم کے اعترافات بے سرو پا میں قلعہ کر رہا ہے اور ان کے زمانہ شکن جوابات دے رہا ہے ہمارا مطالبہ پر مطالبہ ہو مگر وہاں فرار کے مختلف راستے اختیار کیے جا رہے ہیں کبھی کوئی مسئلہ چھیڑا جاتا ہے کبھی کوئی غرض موضوع خاص سے کوسوں دور جا رہا ہے، اور معلوم ہو گیا کہ انجم کی طبع سازی اور قلعی گری اب سیلاب ساں متیار ہے۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ یا تو ہمارے جوابات میں قدرہ کر دیا تسلیم کرو اس نزاع توانی سے کچھ کام نہ چلے گا۔

—•••—

جن حضرات کے اشتہارات ٹائٹل پر تھے ان کی میعاد طبع ختم ہو گئی اب جو حضرات اپنے اشتہارات ٹائٹل پر دینا چاہتے ہیں انہیں سال بھر سے کم کا اشتہار نہ دینا چاہیے کیونکہ وہ ٹائٹل پر طبع نہیں ہو سکتا اگر کوئی صاحب سال بھر کا اشتہار دیں تو وہ جلد سے جلد مع اجرت دفتر میں بھیج دیں اس لیے کہ سال بھر کا ٹائٹل ایک ساتھ طبع ہو گا۔

تہذیب غیر مہذب

چوں حب امانغ رودی آمد لاجرم ترک حیا باید کرد

انجم کی مشانت و تہذیب ناظرین ملاحظہ فرمائیں جس کا وہ معنی ہے اور یہ حال برسوں سے اب سہیل نے اس پر روشنی ڈالنی شروع کی ہے۔

(۱) انجم ص ۱۱۱ ماہ شہماں: اپنے امام صاحب کو کچھ نہیں فرماتے جتنے جھوٹ کا کہیں ٹھکانا نہیں بغیر اللہ علی الکاذبین (۲) شیعیاں کو مذکی سفاہت اور کمینہ پن "مسجلہ ۱۳۷۲ (۳) مسجلہ ۱۳۷۲ جلد ۲ کور "شیعوں کا سفید جھوٹ ہے لفظ اللہ علی الکاذبین" (۴) صفحہ ۴۴ پر جناب مجلسی رحمہ اللہ کے متعلق کہتا ہے اور عبارت اسکے مفہوم کو امام تک بھی پہنچاتی ہے:- اس شیخ حقی کے خیالات کا لطف جب حاصل ہو کہ ہماری گورنمنٹ سے آگے.....

ہاروں رشید نے اس سفید جھوٹ سے سمجھ لیا، (یعنی قول امام سفید جھوٹ تھا معاذ اللہ) (۵) اسی صفحہ پر مگر شیعوں کے بنو الہ پر وہ اثر پڑتا ہے جیسا کہ بی کے سیاؤں کا چہ ہوں پر اثر پڑتا ہے (۶) شیعہ مذہب جب ہی انسان (اعتیار کرتا ہے جب دنیا یا کسی عورت کا عاشق ہو، جلد ۴ صفحہ ۴۴) (۷) معترض مردود ہے (۸) اپنے اماموں کا جھوٹ جلد ۴ صفحہ ۵۵ (۹) امام جعفر شیعہ جھوٹ موٹ حدیث گردہ لیتے تھے، جلد ۴ صفحہ ۶۵ (۱۰)

(اب اس خارجی کی باتیں قاتل ناکشیں امیر المومنین علیؑ کے متعلق ملاحظہ فرمائیے)

(انجم ص ۱۱۱ جلد ۴ ص ۶۶)

علیؑ نے فاطمہ کو ایذا دی، اس ناچاقیت اندیشانہ حرکت سے چند گنا ہوں کا مرکب ہوا، رسول کو غضبنا کر دیا خدا کا بھی کوئی پاس نہیں کیا، عرش پر بی بی صاحبہ (یعنی جناب فاطمہ) کا کھاج باندھ کر نقلیں پر ان کی عظمت ثابت کرتے ہیں۔ علیؑ نے محض اپنی شہوت رانی اور خواہشات نفسانی سے رسول کو غضبنا کیا کیا ایسے کی سفارش رسول اللہ کر سگے اور اسے حوض کوثر سے بہرہ یاب کیس گئے: (اس عترت من کے بیٹے ہیں کہ صحیح بخاری جھوٹی ہے کیوں؟ مرید)

غروب مہرِ کرم

ایں جانِ عاریت کہ بہ حافظِ سپردہ دوست روزے رخش بہ بنید و تسلیم دے کند

وما الروح والجسمان الا دلیۃ فلا بد یومئذ ان ترد الودائع

یوں تو دنیا کے آغوش کا ہر فرقہ آوازِ فنا پر لپک کھٹنے کے لیے تیار ہے اور مٹنے کے لیے آمادہ
دہر کا وہ کون سا نقش تھا جس کو دھمکی کو شششوں نے اُبھار نہیں اور فنا کی پُر زور قوتوں نے مٹایا
نہیں، زانہ اگرچہ وجودِ عارضی کا مہمون منت ہے، مگر درحقیقت عدم ہی ملکیتِ حقیقی کا ایک موثر حکم ہے
کسی ایسے نقش کا مٹنا جس سے صرف حواس ظاہر تلذذ ہوں اتنا غم فرسا نہیں جتنا کہ ان نقوش کے
محو ہونے کا غم جن کے برکات سے پیکرِ علم و عمل میں روح دوڑ رہی ہو ایسی ہی ہستیوں میں اس شخص کا
بھی شمار تھا جو کل تک فلکِ علم و اخلاق کا ایک خورشیدِ جانا تھا اور ساجِ مغربِ لحد میں گہری منید
سورہا ہے، کل تک اس کا دل سائل کی آواز سے مستانِ ہو کر اسکی مدد پر آمادہ ہوتا تھا آج کسی
سائل کی آواز اسکے اس دستِ جود کو جس کی منوں تو مہینہ ہے کوئی جنبش نہیں دے سکتی و حقیقت
جنابِ راجہ سید ابوجعفر مرحوم پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے اور جتنا غم کیا جائے بجا ہے کیونکہ ان کا
جو دوسخا، انکی حمایتِ مذہب، اور ان کی قومی مواسات آج دنیا میں اپنی نظیر نہیں دیکھتی، میں جانتا ہوں
اور میں کیا دیتا جانتی ہے کہ ان مرحوم کا ماتم انکے گھر تک محدود نہیں بلکہ اس سانحہ نے ان تمام گھروں
میں ایک حشر برپا کر دیا ہے جو مرحوم کے دامنِ دولت و خطا سے وابستہ تھے وہ وظیفہ خوارِ طلب جو
اس خیرِ ہستی کے ممنون تھے اور انکی تمام ترقیاں اس ایک کی دم سے وابستہ تھیں آج خون کے آسمان
بہار ہے ہیں۔

مرنے والے تجھے رونے کا زمانہ برسوں

ہر مرکزِ علم ماتم کناں ہے اور ہر شہیِ ادا و نوحہ زنِ درحقیقت زمانہ ایسی ہستیوں کے پیدا کرنے سے
حاجز ہے جن کا مطلعِ نظر خیر و نیکی کے سوا کچھ نہ ہو، خدا مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور

پہا ننگاں کو صبر جمیل عطا فرمائے اسکے ساتھ ہی ساتھ خدا سے دعا ہے کہ خداوند عالم ولی حمد
ابقاء اللہ کی مدد انہیں توفیقات سے فرائے جن کا فیضان مرحوم کی ذات پر تھا اور صریح اپنے
مرحوم پر عالمی مقدار کی صفات و اخلاق کی ایک روشن مثال ہوں۔ انشاء اللہ۔

نگین و مستہام مدیر خاص

قطعہ تاریخ سر راجہ ابو جعفر مرحوم نور اللہ علیہ السلام

حیث رفت از دہر و بجا سیکہ از صیت کرم	در جہاں پُر دشت صحن گنبد نیلی رواق
حامی دین مبین و ناصر شرع متین	بزم آراء طریقت ماحی کفر و شقاق
حاجم طے کا بدنش را چو پیش آہنگ بود	بلکہ از پس ماندگانش بود در روز سبا
معدلت پیرائے عالم کرد نظام عدل او	مستدل شد و ہر و نشانیہ کسری را بطاق
قرب عالم جست چو شغیدہ بانگ الرحیل	از امیر المؤمنین آموخت فوج استیاق
در مہ شعبان اشعب قبرا دست شعوب	رفت و دنیا سے دنی را داد چوں موٹھلاق
اندیز گل صد چمن بود نماز و صف جمیل	خلد ہوا میں صحن باغ با صد اشتیاق

شد جہاں تاریکے ہر کاغذ کو ششم سال فوت

ماہ کنگان کرم افتاد و چاہ محاق

۱۳۸۵ھ

اصاحب العلم | اس نام کا ایک رسالہ دفتر میں بغرض ریویو ملا ہے۔ لہذا ریویو نذر ہے۔

دلت سے اس بات میں نزاع تھی کہ شیر شاہ کی داڑھی بڑی ہے یا سلیم شاہ کی ہماری رائے میں
لفظ و سنی سے قطع نظر کر کے سلیم شاہ کی داڑھی بڑی ثابت ہوئی۔

نوٹ { دفتر میں کسی تحریر کے بھیجنے سے پہلے ایک نظر اگر قواعد سہیل مین ملاحظہ کر لیجیے تو باعث
اتقان ہوگا۔

میں نے کیا کیا

برعکس نہند نام زندگی کا نور

ایک سنی نے ایڈیٹر سیدین سے ایک سوال کیا ہے جس کا ذکر آئندہ آئے گا، اور سائل ہونے کا نام محقق رکھا ہے حالانکہ سائل کو محقق کننا دیا ہی ہے جیسے زندگی کے لیے تجویز لعقب کا فور۔ کیونکہ سوال اگر اپنے حقیقی معنوں میں استعمال کیا جائے تو ہمیشہ سوال جہل سے پیدا ہوگا پھر ایک جاہل اگر اپنا نام محقق فرض کرے تو جہل مرکب کے سوا اسے کیا کننا چاہیے۔

آدم بربر مطلب

سائل نے مجلس میں کسی واعظ سے یہ سن لیا تھا کہ رتبہ امامت نبوت ابراہیمی سے بالاتر تھا ایسے خلیل کو جناب باری عزراہم نے نبوت کے بعد امام بنانے کا وعدہ کیا تھا، چونکہ امت کے دماغ میں اعتقادی حیثیت سے یہ بات لایع ہے کہ امامت کوئی جلیل القدر عمدہ نہیں ایسے انہوں نے ہرگز ذناکس کا خطاب امام رکھا ہے پھر وہ بات کو کیونکر تسلیم کرتے کہ رتبہ نبوت امامت سے تحت میں ہے لہذا اپنے اس شبہ کو اس عبارت میں پیش کیا، مولینا سبط حسن صاحب نے آیت مذکورہ سے جن دو باتوں کو ثابت کرنا چاہا ہے ان میں سے ایک بات بھی ثابت نہیں ہے ایسے کہ آیت مذکورہ میں امام سے نبی مراد ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس سے پہلے نبوت کا لفظ قرآن شریف میں کہیں مذکور نہیں اسکا بار نبوت مولینا کے ذمہ ہے، یہ سن درست ہے کہ اسکا بار نبوت وعظ پر ہے، اچھا آپ کی خاطر سے میں اس مطلب کو ثابت کرنا نہیں کرتا مہول کہ آیت مبارکہ میں نبوت کے علاوہ امامت مراد ہے نیز یہ بھی کہ یہ دونوں مقدم الگ الگ ہیں، امید ہے کہ جناب اس تحریر کے ملاحظہ کرنے کے بعد سکوت اختیار فرمائیں گے بلکہ یا تو میری عبارتیں ویلےں اور بد باتوں سے کاٹ دی جائیں جسکو دنیا سمجھ لے کہ مجھے بے جواب میں غلطی کی اور یا اسکا اعتراف انجمن کے صفحات پر نظر آئے کریں نے اپنے سوال کا مسکت جواب پالیا کیونکہ اگر قبول مذہب نہ ہو تو اعتراف تو ہو رہا

اہل قلم و دماغ کو تکلیف دینا لغو و فضول ہے۔ ہم آپ کی فرمائش سے اس آیت سے بحث کرتے ہیں جس کے بعد روئے مطلب سے غبار ہٹ جائے گا۔

اتنی جاعلك للناس اماماً

میں کون سی امامت مراد ہے جب تک یہ مسئلہ طے نہ ہو وقت تک یہ نہیں سمجھ میں آ سکتا کہ کس امامت کے نبوت مراد ہو سکتی ہے کیونکہ ایک وہ امامت ہے جو شیعوں کے یہاں مستعمل ہے دوسری وہ امامت ہے جو شیعوں کی مراد ہے ان دونوں کی تعریفوں کے بعد انشاء اللہ مطلب ناظرین کے سامنے اپنے پرے چاک کر دے گا۔ پہلے ہم شیعوں کے یہاں کی امامت پر روشنی ڈالتے ہیں علامہ نقی نے شرح مقاصد میں یہ عبارت لکھی ہے و تنعقد الامامة بطرق احدھا ببيعة اهل الحل والعقد من العلماء والرؤساء ووجوه الناس الذين تيسر حضورهم من غير اشتراط عدد ولا اتفاق من في سائر البلاد بل لو تعلق الحل والعقد بواحد مطاع كفت ببيعة الثاني استخلاف الامام وعهده وجعله الامور شورية بمنزلة الاستخلافات الا ان استخلاف غير متعين فيتشاورون ويتفقون على احدهم واذ اخلف الامام نفسه كان مكوتة فينتقل الامر الى ولي العهد والثالث انقهر والاستيلاء فاذا مات الامام وتصدت الامامة من يستحق شر ايها من غير ببيعة واستخلافات وقهلا للناس بشوكت العقد الخلافة له وكنان فاسقا او جاهلا على الاظهر پھر اس کے بعد کہا ہے واذا ثبت الامامة بالعهود والغلبة تصحاء اخر فقهره الغزو وصار القاها لهما ما ولا يجوز ظلم الامام بلا سبب ولو خلعه لم ينعقد وان عزل نفسه فان كان يعيى عن القيام بالامر الغزى والا فلا ولا ينعزل الامام بالفسق والاغواء (ترجمہ) امامت چند طرح سے منعقد ہوتا ہے ہو سکتی ہے ایک طریقہ یہ ہے کہ اہل حل و عقد علما اور رؤساء اور سربراہان و لوگوں میں سے جو لوگ آسانی سے حاضر ہو سکیں انکی بیعت کر لینے سے وہ شخص امام ہو جاتا ہے جسکی یہ بیعت کر لیں اس بیعت کنندہ لوگوں میں نہ کسی خاص بعد کی شرط ہے نہ اس بات کی شرط ہے کہ جو لوگ مختلف

شہروں میں چھپکے ہوئے ہیں وہ سب جمع ہوں بلکہ اگر کوئی ایسا شخص جسکی لوگ اطاعت کرتے ہیں
 تنہا بھی بیعت کرے تو امامت کے ثابت ہونے کے لیے کافی ہے۔ دوسرا طریقہ اثبات امامت کا
 یہ ہے کہ پہلا امام دوسرے کو اپنا خلیفہ اور ولی مہد بنائے شوری کا مقرر کرنا بھی خلیفہ ہی بنانے
 کے قائم مقام ہے مگر فرقہ بریاں اتنا ہے کہ خلیفہ معین نہیں ہوتا بلکہ لوگ آپس میں ٹھکرے شورہ اور شورہ
 کرتے ہیں اور ایک شخص پر اتفاق کرتے ہیں پس وہ ہی خلیفہ اور امام ہو جاتا ہے اور جب امام اپنے کو
 اس منصب سے علحدہ کرے تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ جیسے وہ مر گیا تو امامت وسیعہ کی طرف منتقل ہو جائیگی
 تیسرا طریقہ اثبات امامت کا یہ ہے کہ کوئی شخص لوگوں پر قہر و غلبہ کے جہت سے تسلط کرے تو وہ امام
 ہو جائے گا پس اگر کوئی امام مر جائے اور وہ شخص امام بننے کے لیے اٹھے جس امامت کے شرط موجود
 ہوں حالانکہ نہ اس سے کسی نے بیعت کی ہو نہ پہلے نے اسکو اپنا خلیفہ بنایا ہو بلکہ اس نے لوگوں
 کو دیا لیا ہو تو وہی خلیفہ ہو جائے گا (اور وہی امام ہوگا) اگر یہ امام فاسق بھی ہو یا جاہل بھی تو نابالہ
 فتویٰ وہ اس قہر و غلبہ کے بعد امام ہو جائے گا اگر کسی کے لیے امامت قہر و غلبہ سے ثابت ہو جائے
 پھر دوسرا شخص آجائے جو پہلے امام کو دباے تو جو مغلوب ہو گیا وہ امامت سے معزول ہو جائیگا اور جو
 غالب آیا ہے وہ امام ہوگا اور امام کا علحدہ کرنا بلا سبب امامت سے جائز نہیں ہے اور اگر وہ اسے
 خلع کر دینگے تو اسکا انقضاء ہوگا اور اگر امام خود اپنے نفس کو خلع کر کے امامت سے کنارہ کشی کرے (تو اس
 تفصیل ہے) اگر وہ امامت کے فرائض انجام ہی نہیں دے سکتا تب تو معزول ہو جائے گا ورنہ معزول
 ہوگا اور امام فسق کرنے کی وجہ سے معزول نہیں ہو سکتا۔ چونکہ ہوقت میں ان عبارتوں کے نقد کا
 ارادہ نہیں رکھتا اسلئے جو کچھ امام کی تعریف سے سمجھ میں آیا ہے اسے الگ لکھتا ہوں تاکہ مطلب سمجھنے
 میں تاخیر نہ ہو۔ وہ یہ ہے کہ امام وہ ہے جس سے کوئی بیعت کرے (اگر ماننی فرعون سے
 بیعت کرے تو وہ امام ہو جائے گا) یا وہ ہے جسے پہلے امام نے متین کر دیا جیسے حضرت عمر کو حضرت
 ابو بکر نے یا مشورہ سے وہ معین ہوا ہو جیسے حضرت عثمان یا قہر و غلبہ سے امام ہو گیا ہو جیسے
 معاویہ و زید وغیرہ اور امام میں عدالت شرط نہیں کیو نکہ امام کا فاسق ہونا امامت کو مضر نہیں لہذا

اگر امام ذاتی سارق و طغی متجاوز بالفسق ہو تو وہ امام واجب الطاعت ہی رہے گا۔ جب یہ تعریفِ امامت ہوئی تو کمپائیں اپنے مخاطب سے پوچھ سکتا ہوں کہ کیا ایسا ہی امام بنانے کا وعدہ خدا نے اپنے فیصلے سے فرمایا تھا غالباً آپ اسے اپنے تدبیر کے لحاظ سے قبول نہ فرمائیں اور اگر آپ کہیں کہ ہاں ایسی ہی امت تو پھر آپ کو درگاہِ باری میں یہ عرض کرنے کی جرأت ہو سکے گی کہ چاہے فقہ امام ہونے کے ہیں جمادِ گزرہ پانچواں طریقہ یہ کہ تو بھی امام بنا سکتا ہے یہ ہرگز مذکور نہیں لہذا کوئی حق اتنی جاعت ادا کرنا نہیں اتنا آپ کہیں اور کیوں نہ کہیں جب علماء تعریفِ امامت میں اسکے اثبات کے طریقہ صرف چار میں منحصر کرتے ہیں تو یہ پانچواں طریقہ آپ کا ہے کہ تسلیم کیجیے گا اور غالباً یہی وجہ ہے کہ جناب امیر کی خطا سے آپ حضرات انکار کرتے ہیں کیونکہ وہ خلق کے بنائے ہوئے امام نہ تھے بلکہ وہ خدا کے بنائے ہوئے امام تھے۔ اور گویا یہ بیچا تھی فیصلہ ہو کر جو حکو بنائے وہی اسکو مانے جسے خلق امام بنائے اسکو خلق اپنے اور جو حکو خدا بنائے اسے خدا مانے اس تعریف کے باطل ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ قرآن میں جہاں جہاں امام یا ائمہ ہے کہیں یہ معنی لغو نہیں لیے جاسکتے اس لیے بابت عرض کیا جاتا ہے کہ آپ اس آیت میں امام کو اس تعریف کے لحاظ سے نہ ملاحظہ فرمائیں جو اپنے اپنے امامت خانہ ساز کے لیے بنائی ہے بلکہ آپ امامت کو اس نظر سے ملاحظہ فرمائیں جن معنایں صحیح میں جناب باری نے استعمال فرمایا ہے اسی تعریفِ امامت کے ہم معنی اور بھی علماء اہلسنت کی عبارتیں ہیں جو توطیل کے لحاظ سے ترک کرتا ہوں اگر آپ ان کے منہ کی بھی خواہش فرمائیں گے تو ہرگز دریغ نہ کیا جائے گا اچھا یہ تو خانہ ساز امانتیں تھیں ان کا تعلق قرآن سے ہو سکتا ہے اور نہ وہ کبھی الفاظِ قرآن پر منطبق ہو سکتی ہیں بلکہ ابھی ابھی ہر ناظر کی نظر سے گزرا کہ امامت اہلسنت اور امامت قرآنِ اہل میں کھلی ہوئی تفریق ہے وہ خلق کی بنائی ہوئی ہے جس میں خدا کو دخل نہیں ہے اور یہ خدا کی بنائی ہوئی ہے جس میں بندوں کو دخل نہیں ہے اب آؤ اُس روحانی نہ سب کی طرف چلیں جہاں خدا کے سوا بندوں کو کوئی دخل نہیں دیکھیں انکی تعریفِ آیت پر منطبق ہوتی ہے یا نہیں علامہ حلی علیہ السلام دلائلِ اہل بیت کے کتاب بیچ اہل تشیع میں تعریفِ امامت ان الفاظ سے کی ہے الفصل الساعش

فی الامامة وفيه مباحث الاول الامامة رياسة عامة لتخص من الاشخاص في امور الدين والدنيا يعني گیارھویں فصل بیان امامت میں ہر کسی پر خد بخشیں ہیں پہلی یہ ہے کہ امام عام ریاست اور سرداری ہے جو کسی شخص کے لیے ثابت ہو دنیا کے امور میں بھی اور دین کے امور میں بھی اس عموم ریاست سے دو معوم مراد ہیں ایک یہ کہ کوئی شخص اس کی سرداری سے مستثنیٰ ہو بلکہ وہ سب کا سردار اور رئیس اور وجہ بلا طاعت ہو اور وہ ملکہ کہ ریاست دنیا و دین کے تمام امور کے لیے عام ہو فقط دنیا ہی کے لیے اس کی حکومت ہو یا فقط دین ہی کے لیے ہو بلکہ دونوں کے لیے ہو اور جناب سید احمد کی عبارت حدیقہ میں یہ ہے کہ گاہ است کہ امامت را طلاق می کنند بر ریاست عامہ دنیہ و دینیہ علی الاطلاق چنانکہ پروردگار جلیل در بارہ ابراہیم طیل می فرماید و اذا بتلى براهيم و به بكلمات فانهم قال اتى جاحك اما ما قال ومن فترتني قال لا ينال عهدى الظالمين وراں مننگم کہ ہر ابراہیم را پروردگار باندایش در اور و بچہ نکلہ یا چند فصلت پس با انجام رسانید ابراہیم انمارا و قالی اذ غایت رحمت فرمود پس بدستیکہ من میگردد ام تولا از برے خلق امام و پیشوا عرض کرد کہ اُمید و اہم کہ از دین من بجز امان باشند پس محتالی در جواب ارشاد فرمود کہ دینی یا بد عہد را کہ امامت باشد احدے او ظلم کنند گان استی - صرف خیال تطویل سے دو عبارتوں پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ علماء شیعہ کے مقالات مستعدہ اس باب میں دفتروں کے محتاج ہیں۔ بہر حال معنی جو تعریف امامت میں ہم نے علماء اہل تشیع کی زبان سے نقل کیے آئے کریمہ ان معنوں کے قبول کرنے سے انکار نہیں کرتا جیسا کہ صاحبان عقل پر تحقیق نہیں ہے اس لیے کہ ہم بھی قائل ہیں کہ نصب امام خدا پر واجب ہے وہ بھی اتنی جاحک اما میں امام بنانے کو اپنی ہر طرف منسوب کرتا ہے لہذا ریاست عامہ کا عطا کرنا جناب باری کا کام ہے اور جب تک یہ منصب وہ عطا کرے اس وقت تک دنیا پر کسی کی اطاعت واجب نہیں ہو سکتی یہ بات باطل بیسی ہے کہ اگر آپ اپنے بنائے ہوئے امام کی اطاعت واجب فرمائیں اور اسے مقرر صریح الطاعت قرار دیں تو خدا پر یہ بات واجب عمومی کہ اس بنائے ہوئے امام کی مخالفت کی وجہ سے وہ کسی شخص پر عتاب کرے کیونکہ اسے تھوڑی ہی جگہ سے جو تعلق نے بنایا ہے جنکو اس منصب الہی کا اپنے ہاتھ میں لینا شرک واضح تھا مخالفت پر

مذہب کرنے سے اولیٰ ہو گا کہ ان لوگوں پر عقاب کیا جائے جنہوں نے خدا کے کام کو اپنا کام سمجھ کر قبضہ کر لیا یہی وجہ ہے جو اہل تشیع اس مقام پر اپنی آزادی کا ثبوت دیتے ہیں فافہم)
اور جب لغوی معنی امام اور مطلق معنی امام دونوں اس جگہ بن سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ امامت سے نبوت مراد لی جائے۔ اگر امامت کے معنی نہ بن سکے تو ہم ظاہر فقط چھوڑ دیتے لیکن جب بن سکتے ہیں تو کوئی وجہ ظاہر سے عدول کرنے کی نہیں ہے۔

(ایک غضب کی ہوشیاری)

یہ بات ارباب علم پر پوشیدہ نہیں ہے کہ ظاہر سے عدول کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک ظاہر پر عمل کلام کرنے میں کوئی وجہ دفع خرابی نہ لازم آتی جو جیسے ہم نے یہ اللہ فوق ایدیم میں سے عدول کیا کیونکہ دلیل عقلی نے اس سے ہمیں روک دیا ہے کہ ہم خدا کے لیے واقع میں ہاتھ ثابت کریں لیکن جہاں ایسا نہ ہو گا وہاں ظاہر کتاب حجت ہیں پھر جب یہ ہے تو اہلسنت نے یہاں کیوں امامت سے نبوت مراد لی۔ ہم اس سچی کو کھولے دیتے ہیں تاکہ وہ پردے جو بڑی محنت اور غور و فکر سے چڑھ کر مطلب پر ڈالے گئے تھے آسانی سے چاک ہو جائیں بات یہ ہے کہ نبوت کو اہلسنت تسلیم کرتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور وہی نبی اپنے انتخاب سے بھیجتا ہے مگر امامت کو خدا کی طرف سے نہیں تسلیم کرتے بلکہ اسے اپنے اختیار کی بات سمجھتے ہیں جب قرار داد مذہب یہ تھا اور قرار داد قرآن یہ ہوا کہ امامت بھی خدا کی طرف سے ہے کیونکہ ارشاد ہوا کہ ائی جاعلہ للناس اماما (میں تمہیں لوگوں کے لیے امام بنا دوں گا) یہاں آیت نے مذہب پر اس ڈال دی اور جو کچھ جماعتوں نے ملکر کام کیا تھا وہ سب تجلی برق قرآنی سے حل کر دیا گیا اور دنیا دیکھ رہی تھی کہ خدا کے قول کے خلاف مذہب اہلسنت کا علمداد ہے اس لیے قرآن میں تادیل کی ضرورت ہوئی اور امامت سے نبوت مراد لے لی گئی اتنومذہب سالم ہوا اور امتوا امامت خدا کی طرف سے نہ ہوئی۔ کامش ان علماء اہلسنت سے کوئی کمدے کہ آپ کو کون سا حق تھا کہ آپ نے امامت کی جگہ نبوت مکہ دی اور بھیجے آپ کے ہاتھ میں اس مطلب کے اثبات کے لیے نہ کوئی آیت نہ کوئی حدیث یہ ہے وہ جرئت جو سوائے اس مذہب کے اسلامی فرقوں میں نظر نہیں آتی با فہم

لوگوں کا تو یہ کام ہے کہ وہ دلیل کے پیچھے چلتے ہیں لیکن خدا سے ڈرنے والوں کا یہ کام ہے کہ وہ
دلیل کو اپنے پیچھے چلاتے ہیں نہ معلوم ایسے لوگ کس راستے سے منزل پر پہنچ سکتے ہیں۔ قرآن اسیلے
اُما را لگیا تھا کہ لوگ اسکی پیروی کریں وہ اسیلے نہیں اُما را لگیا تھا کہ لوگ اسے اپنا پیرو بنائیں اسیلے
ہیں کہنے کا موقع مل گیا کہ تم نے قرآن میں تحریر کی۔

اب آپ سمجھے کہ ہم نے امامت سے نبوت کیوں مراد نہیں لی جناب نے یہ عبارت بھی لکھی ہے
و مولینا سید سبط حسن صاحب نے آیت مذکورہ سے جن دو باتوں کو ثابت کرنا چاہا ہے ان میں سے
ایک بھی ثابت نہیں ہے اسیلے کہ آیت مذکورہ میں امام سے نبی مراد ہے (اب آپ سمجھ گئے ہوں گے
کہ کیوں مراد ہے اسکے بعد اب کوئی حق نہیں ہے کہ آپ قرآن کی تفسیر (ارے فرمائے) تو کہ حضرت
ابراہیم کو اس سے پہلے نبوت کا ملنا قرآن شریف میں کہیں مذکور نہیں ہے یہ تو نہ فرمائیے یہ جو اُکا اُکلا
ہوا تھا وہ احکام کس کی زبانی ان تک پہنچے تھے کیا کسی رسول نے ان تک پہنچایا تھا یا خدا نے
اگر اُما را دل ہے تو اس تفسیر کا نام بتائیے جسکی اُمت میں شیخ المسلمین اور ابوالانیا جناب ابراہیم تھے
اور اگر اُما را دم ہے تو نبوت کا ملنا ثابت پھر آپ اور کیا چاہتے ہیں اب بھی نہ مانئے تو میں آپ کے
امام محمد الدین رازی کا قول بیان کروں چنانچہ وہ فرماتے ہیں وقال اخر من ان بعد النبوة لا نہ

عليه الصلوة والسلام لا يعلم كونه مكلفا بتلك التكليف الا من الوحي فلا بد من تقدم
الوحي على معرفته بكونه كذلك اجاب القاضي عنه بان دعوى الية على صاحب جبريل
عليه السلام بهذا التكليف الشاقه فلما تعمّر ذلك جعل نبيا مبعوثا الى الخلق يعني
دوسرے لوگوں نے یہ کہا ہے کہ امام بنانے کا وعدہ نبوت عطا کرنے کے بعد تھا کیونکہ جناب ابراہیم کو
یہ علم کہ میں ان کلمات کے ساتھ مکلف ہوں اور ان شاق مکلفیوں پر مجھے عمل کرنا پڑے گا نبات قاض
تہا بلکہ ضرور ہے کہ بعد وحی ہوا ہو اور جب وحی سلم ہوئی تو آپ سے آپ نبوت سلم ہوئی قاضی نے اسکا
جواب یوں دیا ہے کہ اس بات کا احتمال ہے کہ خدا نے (فرشتہ وحی) جبریل کی زبانی وحی میں ان شاق
مکلفیوں کو بیان کیا ہو اور جب جناب ابراہیم نے ان مکلفیوں پر عمل کر لیا ہو تو ان کو خلق کی طرف

نبی بنا کر مبعوث کیا ہوا تھی اب آپ نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ آپ کے علما کی شہادت سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ایک گروہ ایسا موجود ہے اور تھا جو اس بات کا قائل تھا کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کو اس عمدہ امامت دینے کے پہلے نبوت حاصل تھی پھر جب جاہل تھی تو تحصیل حاصل حال ہے لہذا وہ عطاۃ امامت نبوت کے علاوہ ہو گا اور یہی مراد تھی اور آپس میں ذمہ پر جو بات ہمارے مہربان نے عام کی تھی وہ طے ہو گئی اور سچا اندر میاں نہ مانگا یہ نہ کیسے گا کہ وہ دوسرا قول بھی تو موجود ہے جس میں امامت سے مراد نبوت کی گئی ہے اس لیے کہ وہ قول قابل اعتنا نہیں ہے کیونکہ آپس میں نہ کوئی عقلی دلیل مذکور ہے نہ عقلی دلیل سے اسکا اثبات کیا گیا ہے بخلاف اس قول کے جس میں امامت سے مراد نبوت نہیں کی گئی اور اس مطلب پر ایک تین استدلال بھی موجود ہے اب تا وقتیکہ اس استدلال کا کوئی جواب نہ دیا جائے اس وقت تک اسکے خلاف پر عمل بہ گزر صحیح نہیں ہو گا رہ گیا قاضی کا جواب جسکو امام فخر الدین راوی نے نقل کیا ہے اگر وہ واقعی جواب ہے تو اسکو یوں ہونا چاہیے کہ نبوت اس وعدہ کے پہلے جناب ابراہیم کو حاصل نہ ہو کیونکہ اس گروہ نے یہی استدلال کیا ہے کہ نبوت اس وعدہ کے پہلے حاصل تھی اب جواب میں صریح ہی بات نفی کرنے کے قابل ہے لیکن قاضی معمر نے کہہنے جسیر علیہ السلام کی زبانی بذریعہ وحی ان تکلیفوں کی اطلاع دی بعد میں آپ کو مبعوث کیا آپس نہایت صاف چہرہ عا نظر آ رہا ہے کہ نبوت قبل امامت حاصل تھی کیونکہ جبریل امین کا کسی کے پاس حجت لے کر آنا اس زمانہ نبوت کے لیے کسی چیز کی ضرورت نہیں یہ تقریر تو اس وقت کی ہے جب ہم قاضی کے جواب کو جواب سمجھیں جیسا کہ امام فخر الدین راوی نے اعتراض کیا ہے لیکن حقیقت میری رائے میں اس تقریر کا جواب نہیں ہے بلکہ وہ نبوت کے حوالے سے فرار ہے جسبان لوگوں نے جو نبوت کو قبل سے حاصل تسلیم کرتے ہیں اسکے حصول پر ایک تین استدلال قائم کیا جس سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو گئی کہ امامت کے وعدہ سے نبوت کا ارادہ نہیں ہو سکتا تو قاضی کو مضطرب ہوا اور مدعا استدلال نے اسکو نبوت کے ارادہ کرنے سے روکا تو اس نے اس مطلب سے فرار کیا اور کہا کہ وعدہ امامت سے نبوت نبی مراد ہے نہ نبوت تو اس تقدیر پر امام سے مراد نبوت نبی ہو گی اور نبوت نبوت سے پہلے سلم ہے

حقیقت میں امام فخر الدین رازی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ قاضی کا کیا مقصد ہے انھوں نے کہا کہ جو فرض کر لیا حالانکہ وہ جوا نہیں بلکہ فرائض خیرات صلوٰۃ میں بھی قاضی کا مطلب حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ بعثت کے بعد پیغمبر کے لیے ریاست عامہ حاصل ہو جاتی ہے اور یہی معنا امامت میں اور یہی امامت کے لیے ہے جو نبوت کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں اور نبوت کے علاوہ بھی پائے جا سکتے ہیں لہذا یہ نہ ثابت ہوا کہ امامت کے مراد نبوت ہوا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ عام سے خاص مراد لیا جائے کیونکہ اس صورت میں مجاد لازم آئے گا اور یہ ثابت ہے کہ مجاد جو علی سلم ہو گا جہاں حقیقت نہ بن سکے پھر کوئی وجہ نہیں کہ مجاد کا ارادہ کیا جائے۔ اسکے علاوہ قاضی نے قیصر (تعالیٰ پر بڑھائی ہے اور احتمال اس قابل نہیں کہ مذہب کی اساس واقع ہو تب میں اپنے طالب کی عبارت کے ہر جز کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تب فرطت میں قرآن شریف میں کہیں بھی اسکا ذکر نہیں اگر یہ ہم بتا چکے کہ مذکور ہے اوبعد لالت الترامی مذکور ہے تاہم میں یہ بھی کہوں گا کہ کیا قرآن میں اسکا تذکرہ ہے کہ نبوت ابتک نہیں ملی تھی جس طرح صراحت نبوت کے لئے کا ذکر نہیں ہے ویسے ہی نبوت کے نہ ملنے کا بھی تذکرہ نہیں ہے پھر جب دونوں کا ذکر نہ ہوا تو آپ نہ ملنے کو ملنے پر کیوں مقدم رکھتے ہیں۔ نیز یہ بھی آپ سے بوجھنے کی بات ہے کہ کیا جو چیز صراحت قرآن میں نہ ہو وہ کسی دلیل سے ثابت نہیں ہو سکتی اگر ایسا ہے تو کم سے کم تراویح کی ناز کو تو اڑا جانا چاہیے کیونکہ اس سے قرآن و سنت دونوں خالی ہیں" فرماتے ہیں "بقول مولینا کے اگر نبوت کا پہلے سے ملنا مان لیا جائے تو ایک بڑا اعراض یہ ہوتا ہے کہ کیا نبوت قبل امتحان کے مل گئی تھی" یہ تو مولینا کا قول نہیں آپ کا قول ہے اور یہ اعراض کیوں ہونے لگا کیا قرآن میں بقول آپ کے کہیں اسکا تذکرہ ہے کہ امتحان کے قبل نبوت نہیں پجائی یہ تو آپ اعراض کر سکتے ہیں ہم تو کہتے ہیں اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں قرار دیتا ہے نبوت کے دینے کے لیے صرف علم باری کافی ہے وہ اس بات کو جانے کو محل صلاحیت عطا ہے نبوت رکھتا ہے بس یہی شرط ہوا اسکے علاوہ کوئی شرط نہیں اس ایک بات میں تمام چیزیں مندرج ہیں ثابت ہوا کہ یہ چھوٹا سا اعراض بھی نہیں

چہ جائیکہ بڑا اعتراض ہو۔ قولہ علاوہ انہیں میں دیکھتا ہوں کہ آیات قرآن میں خدا نے اولاد پر ایم میں جسکو بھی ہدایت کا امام بنایا وہ نبی ضرور تھا۔ پھر تو یہ کس نے کہا تھا کہ یہ امامت نبوت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی ہم کو امامت کو نبوت سے عام تسلیم کر چکے ہیں جب غیر نبی میں بشمولیکہ وہ معصوم امامت پائی جا سکتی ہے تو نبی میں اگر یہ امامت بائینی پائی جائے تو کون سا مضائقہ ہے یہ آپ الی امامت تو نہیں ہے جو سوا خطا کاروں کے ارباب عصمت میں نہ پائی گئی نہ پائی جا سکتی ہے یہ امامی ہوئی امامت ہے جو برابر نبوت کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے کیونکہ اس امامت میں اور نبوت میں کسی قسم کی منافات نہیں ہے قولہ اولاد برابر بھی میں جن جن لوگوں کے لیے قرآن مجید میں لفظ امام آیا ہے ہر جگہ امام بمعنی نبی ہے۔ یہ غلط ہے ہاں یہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ دونوں منصب جمع نظر آتے ہیں یہ اور بات ہے اور یہ کہ امامت نبوت کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے اس پر دلیل چاہیے اور ہم سابق میں ثابت کر چکے کہ نبوت پہلے مل چکی تھی پھر امامت کا وعدہ کیا گیا اور اسکا دلیل مغایرت ہونا واضح ہے قولہ چنانچہ سورہ انبیاء کی ۵ میں ہے ووصینا لما استخفی و یعقوب نافلۃ وکلما جعلنا مصلحاً منہ و جعلنا صراطاً یسداً یصلون یا مونا اور بخشا ہم نے ابراہیم کو اسخفی اور یعقوب دیا انعام میں اور سب کو نیک بخت کیا اور ان کو امام بنایا جو ہدایت کرتے ہیں ہمارے حکم سے۔ سبحان اللہ صالحین کا ترجمہ نیک بخت کتنا اچھا ترجمہ ہے یہ ترجمہ مردوں کے لیے زمینیں چہ جائیکہ انبیاء کے لیے دیا جو ہر بات کر کے اسکا ترجمہ نیکو کار آئندہ سے فرمایا کیجیے قولہ اس آیت میں امام سے نبی کا ہونا باطل نظر آ رہے، چونکہ آپ اسی شبہ میں مبتلا ہیں اسلئے آپ کے نزدیک ظاہر ہے ورنہ عام سے خاص کلرد ہوتا غیر ظاہر ہے۔ قولہ اسی طرح معنی آیتوں میں سے کسی کو امام کہا گیا ہے ہر جگہ نبی کے معنی چسپاں ہیں۔ چسپاں ہونے سے کام نہیں چلتا بلکہ دلیل سے ثابت کرنا چاہیے کہ امامت کے معنی نبوت کے ہیں ہوں تو جہاں انسان ہو گا وہاں حیوان کننا صادق ہو گا لیکن اس کے معنی نہیں ہیں کہ انسان کے معنی حیوان کے ہیں آپ کا استدلال باطل لیا ہے جیسے آپ کہتے ہیں کہ جہاں انبیاء ہوں گے وہاں ممکن کے معنی چسپاں ہیں اسلئے انبیاء اور صالحین ایک ہی چیز ہے اور یہ غلط ہے جس پر صاحب عقل

شاہ ہے قولہ اب یہ ثابت کرنا مولانا کے ذمہ ہے کہ ذریت ابراہیمی میں خدا نے کسی کو امام کہا ہوا اور
 وہاں امام سے نبی مراد نہ ہو میری رائے میں مولانا کو تکلیف کیوں دینیے کیونکہ وہ تو ان دلوں
 (نبوت اور امامت) کے درمیان میں منافق کے قائل نہیں ہیں اگر آیات قرآنی میں اولاد ابراہیمی
 میں دونوں جمع ہیں تو چشم مارو سخن دل ماضی و ظالمذہبیت کو بھی نہیں غیر ظالم بھی لہذا دعائے
 جناب ابراہیم ان کے حق میں ستیاب ہو گئی اور نبوت کے ساتھ ساتھ امامت بھی مل گئی ان اپنے
 مولانا شاہ عبدالعزیز سے پوچھیے تو وہ تھے 'اثنا عشریہ میں ایک عبارت لکھ دیں گے جس سے آپ کی
 تسکین تام ہو جائے گی چنانچہ صفحہ ۲۸۰ مطبوعہ ٹرینڈ میں یہ عبارت تحریر فرماتے ہیں 'و شیعہ
 خصوصاً امامیہ و سماعیلیہ گویند کہ عصمت از خطا و ظلم و اذگناہ و در عمل یعنی امتناع صدور کہ خاصہ
 انبیاء است شرط امامت است و اس عقیدہ ایشاں مخالف کتاب و عصمت است و اما ان کتاب
 فقولہ تعد ان الله قد بعث لکھ طاعت ملکا پس طاعت امام مفترض الطاعتہ ہو نصب
 اتی و بالا جماع معصوم ہو و بلکہ آخر معاملہ کہ با حضرت داؤد و در عدالت اوقیح میگو چہ جا
 عصمت پیمصل ترجمہ یہ ہوا کہ شیعہ خصوصاً فرقہ امامیہ اور سماعیلیہ اس بات کے قائل ہیں کہ علم
 میں خطا کا نہوتا اور عمل میں گناہ کا نہونا (با این معنی کہ خطا و گناہ کا صدور محال ہو) جو یہی ان کی خصوص
 باتیں ہیں امامت میں بھی شرط ہیں اور اہل تشیع کا یہ عقیدہ کہ کتاب کے بھی مخالف ہے اور عصمت کے
 قول کے بھی مخالف ہے قرآن کی مخالفت تو یوں ہوئی کہ خدا ارشاد فرماتا ہے کہ بدستیکہ خدا نے
 تمہارا سے طاعت کو بادشاہ بنا کر مبعوث کیا پس طاعت امام مفترض الطاعتہ تھا اور خدا کے طرف
 نصب کیا ہوا آدمی تھا اور ان کے معصوم ہونے پر اجماع ہے بلکہ آخر میں جو معاملہ ان کا جناب داؤد
 کے ساتھ ہوا اس سے طاعت کی عدالت میں بھی قبح ہو سکتی ہے چہ جائیکہ ان کی عصمت ثابت ہو
 یہ بھی عبارت تھے جس کا ان الفاظ میں ترجمہ کیا گیا چہ نکہ شیعوں کے یہاں طاعت کی امامت
 مسلم نہیں اسلئے جو کچھ شاہ صاحب کی تحریر سے مستفاد ہوا وہ یہ ہے کہ ان کو طاعت کی امامت کا
 اعتقاد ہے اور کہ کتاب کے اس آیت کو وہ مثبت امامت سمجھتے ہیں حالانکہ طاعت کو وہ نبی نہیں سمجھتے

ایسے یہ بات مخفی نہیں رہی کہ نبوت و امامت میں تلازم نہیں رہا پس یہ عبارت آپ کے لیے نشانِ اہستہ تسکین و ثابت ہوگی کیونکہ یہ ایک ایسی آیت ہوئی جہاں امام سے نبی مراد ہوا اور شاہ اب بھی نہ انہیں اور شاہ صاحب کی بات کو ہماری طرح آپ بھی غلط سمجھیں تو میں قرآن مجید کی وہی آیت کی تلاوت کروں اور وہ یہ ہے **پَارِعُوا نَدْعُمُ رُكْعَ دَوْمٍ مِّنْ شَأْنِ عَلِيٍّ مِّثْلَ بَنِي إِسْرَٰءِيلَ** ویتلوہ و شاہد مٹنہ و من قبلہ کتاب موسیٰ اماماً ورحمۃ ما کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے ایک ظاہر و روشن دلیل پر ہوا اور اسکے بعد اسکا ایک گواہ آتا ہو ہماری کاخود ہو اور اس سے پہلے اس کی گواہ موسیٰ کی کتاب تھی جو امام واجب الاقتدا اور رحمت تھی کیا چاہیہ اس امام سے بھی نبی مراد لیں گے اگر آپ نبی مراد لے سکیں تو آپ کہے کہ اس مطلب میں چٹے ثابت ہو گئے کہ جہاں امام ہے وہاں نبوت مراد ہے لیکن کمال افسوس ہے کہ آپ کتاب توریت کو نبی نہیں ثابت کر سکتے اگر شاہ اب اس آیت پر اکتفا نہ فرمائیں تو دوسری آیت اہ ہے اور سورہ نسیس میں ہے **وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مِّبِينٍ** اس میں بھی آپ کے مفسرین نے لکھا ہے اس میں نبی کو مراد نہیں لیا کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ **لِجِ عَفْوَكَ** مراد ہے اب تو آپ غالباً مجھے سبکدوش سمجھینگے اور آئندہ امامت سے نبوت مراد لینے میں غور سے کام لیں گے۔ باقی آئینہ

اخبار شیعہ کا توڑ و زخم

آپ کس طرح مفت حاصل کر سکتے ہیں

اگر آپ حقیقی اسلامی دنیا کے تازہ تازہ با اثر و پرجوش مضامین ملاحظہ فرماتے ہیں اے مضافی رحمت بوشان نبوی کہ استغفار کرنے دین کے ترقی خواہ کے کارنامے سننے اور پڑھنے کا دنیا میں کیا سود ہے سال بھر کہنے کا شوق ہے تو آج ہی سالانہ چندہ مع حصول دود و پیدہ بدریہ منی آؤں اور مجھ پر اخبار شیعہ کے خریدار بن جائے تو روزِ بچہ ہی تقریباً پچاس روپے کا ایک خدمتیں مفت ارسال ہوگا۔ اخبار پراگمیزی ہینہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو پابندی کے ساتھ شائع ہوا کرتا ہے ساگرِ خفا تو روزِ غیرِ مطلوب ہو کر ۲۴ کے ٹکٹ ۲۸ فروری سے پشتر و فروری بھیجیں بعد میں ممکن ہو کہ پرچہ نل سکے اور کاروائی پر موزعہ مفت ارسال کیا جائے۔ بہترین مہا کے لیے اشتہار دینے کا تاد و قہر کا ڈھب بیکر زخما مطلب کریں۔

نوٹ:- جو صاحب ۲۸ فروری تک سلسلہ خریداریاں لینگے انکی خدمتیں شیعہ کیلئے رخصتی م رکافت ارسال ہوگا۔

المشاہد:- شیخ اخبار شیعہ اندرونِ موحی گیٹ لا جو ۱

زاد موضوعات کلیہ

از مولیٰ شیخ نجار حسین صاحب ایونی امجد

انجم جلد ۳ نمبر ۱ میں مضمون موضوعات کلیہ چشم و جمال کے مانند فنی چمک کھار ہا ہے جو فہم مدیر کی دلیل بن ہے۔ مہتر من نے ہماری کافی کوشش بخاری مجموعہ موضوعات تصور کیا ہے۔ ہم اول اپنے دشمن کی قوت درافعیہ کا نتیجہ دکھاتے ہیں پھر اس کے مرض بالیو لیا کا علاج کریں گے
قول مدیر بے سیر ہم آج میں روایات اصول کافی کو میا نقل پر کس کے شعی دنیا کو دکھاتے ہیں کہ یہ روایتین خلاف عقل ہیں اس لئے وہ جھوٹی اور موضوع ہیں ملاحظہ ہو۔

را، عن علی بن ابراہیم عن ابیہ قال استاذنا
علی بن جعفر علیہ السلام قوم من اهل
النواحي فاذا نزلهم فدخلوا فاستلوه فی
مجلس واحد عن ثلاثين الف مسئلة فاجاب
عليه الاستاذ ولد عشر سنين
یعنی علی ابن ابراہیم کہتے ہیں کہ امام محمد تقی علیہ السلام کی
فدت میں کہ کچھ اہل فدا سے حاضر ہو کر اذن فرمادے
طالب ہوئے امام کا فکا کو اجانت دی میں داخل ہوا اور
ایک ہی جلسے میں تیس ہزار مسئلے انھوں نے پوچھے امام
نے جواب دیا اور انھیں ایک مجلس میں جواب دیے۔

روایت مذکورہ بدانتہا بطل ہی کیونکہ اگر سوال جواب کے لئے صرف ایک ایک منٹ رکھا جائے تو تیس ہزار منٹ
درکار ہونگے لہذا وہ مجلس پانچ سو گھنٹے قائم رہی ہوگی اتنے عرصہ میں زمانے نے کوئی کام کیا ہوگا اور نہ جماعت نے
اور یہاں ہونا خلاف عقل ہے لہذا یہ روایت جھوٹی اور موضوع ہے۔ استاد و شاگردین سے کسی ایک
نے اس کو وضع کیا ہے۔

میں کہتا ہوں مدیر نے اپنی اوندھی سمجھ کا نام عقل رکھا ہے پھر اپنی عقل کو احادیث کی صحت و عدم
معلوم کرنے کا معیار بنایا ہے اور بید مرکز حدیث صحیح کو موضوع بنایا ہے۔ روایت مذکورہ سے چند
احتمال ظاہر ہوتے ہیں مگر آپ کی سمجھ میں ایک ہی احتمال آیا ہے اسی پر آپ جمع گئے اور محال عقلی کے
قائل ہو گئے۔ سچ ہے تعصب آدمی کو اندھا اور دیوانہ بنا دیتا ہے۔ چونکہ مدیر انجم کو فہم و فہمیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ہجرت نے حدیث مذکور میں امام علیہ السلام کا سن س برس کا دیکھ لیا پھر آپ کی منزلت علیہ السلام کی اور اُن کی حد میں سوختہ ہو گئے۔

حضرت والا اگر روایت میں یوں ہوتا کہ امام سے ایک ایک مسئلہ پوچھا گیا پھر امام نے ہر مسئلہ کا جدا جدا تفصیلی جواب دیا تو آپ مجلس امام کی کیس روز مدت قرار دیکر اپنا وہی استبعاد پیش کر سکتے تھے مگر روایت میں تو آپ کی شومی قسمت کو یوں ہے فسئلوا عن ثلثین الف مسئلہ یعنی امام سے اون لوگوں نے تیس ہزار مسائل کے متعلق جواب دریافت کیا۔ اس فقرہ کے عقلاً چند مطالب ہو سکتے ہیں اور آپ صرف ایک ہی مطلب پیش کر رہے ہیں۔

پہلا احتمال یہ ہے کہ شیعوں نے تیس ہزار مسئلے کی بجائی لکھ ہوئے امام کی خدمت میں جواب کے لیے پیش کیے اور امام نے ایسی جامع تقریر فرمائی کہ سب مسئلے حل ہو گئے یا امام نے اصول بتا دیے اور فروع وہ لوگ خود بخود سمجھ گئے

دوسرا احتمال یہ ہے کہ شیعوں نے اپنے مسائل کا مجموعہ امام کے سامنے پیش کیا اور امام نے قوت اعجازِ خدا داد سے جوابات لکھ دیے جس طرح حضرت امیر المومنین گھوڑے پر سوار ہوتے وقت قرن شروع کرتے اور پشت فرس پر بیٹھے تک ختم فرماتے تھے۔ ملا جامی نے امیر المومنین کی اس فضیلت خاصہ کو خواہد النبوة میں تسلیم کر لیا ہے لیکن آپ بوجہ اپنی عداوت کے جو خانوادہ رسالت سے آپ کے قلب مکد میں لڑخ ہے اعجاز امام کو نہ مانیں گے۔

تیسرا احتمال یہ ہے کہ جوابات پہلے سے تیار تھے مسائل پیش ہوتے ہی مجموعہ جوابات اون کو دیدیا گیا امام کے پاس سے جوابات کا میاں اٹھنا اور سوالات سے اون کا منطبق ہونا امر محال نہیں ہو بلکہ اس کا ہر بات ہے کہ دنیا میں ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔

چوتھا احتمال ممکن ہے کہ وہ تمام مسئلے ایک ہی نوعیت کے ہوں مثلاً تیس ہزار چیزوں کے حلال یا حرام ہونے کے متعلق سوال کیا گیا ہو اور امام نے صرف ایک ہی جواب دیدیا ہو۔ اس صورت میں مجلس امام بہت جلد ختم ہو گئی ہوگی۔

پانچواں احتمال ممکن ہے کہ لدی بنے چند مسنون کی تعداد اس لئے تیس ہزار بتائی ہو کہ اولیٰ کو ایسی علیٰ ہو کہ ہر مسئلے سے کئی کئی مسئلے ظاہر ہوتے ہوں پس راوی نے اپنی فراست و ذہانت خدا داد سے تمام فروع کا مجموعہ تیس ہزار مجملہ عدد و مذکور روایت کر دیا ہو۔ پھر امام نے بھی ہر ایک سوال کی جملہ شاخوں کو مد نظر رکھتے ہوئے جوابات دیے ہوں۔ کسی مختصر عبارت سے بکثرت چیزوں کا استنباد اور استخراج عقل صافی کے لئے بصیرت و عقل نہیں ہے۔ فقراری نے اپنی تفسیر سورہ حمد میں لکھا ہے کہ میں نے ایک طلبہ میں بیان کیا تھا کہ سورہ حم سے دس ہزار مسائل ماخوذ اور مستنبط ہو سکتے ہیں میرے اس کلام کو حاسد و نسناس نے خلاف عقل تصور کیا تھا۔ مدیر صاحب آپ بھی براہِ حسد ہمارے اس احتمال کو خلاف عقل تصور فرمائیے۔

چھٹا احتمال جو سب سے زیادہ قوی ہے وہ یہ ہے کہ راوی نے عدد مذکور سے کثرت مسائل کی طوط اشارہ کیا ہے کلام عرب میں نیز ہر زبان میں اس قسم کے اعداد سے کثرت کیلئے لکنا یہ ہوتا ہے ہزاروں لاکھوں اور اشل کے دوسرے اعداد و عرف خاص عام میں نگینہ کلام ہوتے ہیں جس چیز کی کثرت دکھانی ہوتی ہے تو انہیں اعداد سے مبالغہ کیا جاتا ہے ایسا ببالغہ نہ غلط تصور ہوتا ہی اور نہ دروغ سمجھا جاتا ہے۔

آپ خود ایسے مبالغے کیا کرتے ہیں۔ آپ نے النجم میں چند مرتبہ اپنا رہا ہوا آموختہ سنایا ہے کہ شیعوں کی دو ہزار حدیثوں سے تحریف قرآن ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکر مدیر صاحب تہلکے کے دو ہزار کا عدد آپ کے مذہب کی دلیل تھانیت ہی یا مبالغہ ہے یا کذب صریح ہی پہلی صورت کا ثبوت آپ کے اسکان سے باہر ہے دوسری صورت میں آپ کو ہمارے راوی کے مبالغہ پر تسلیم حکم کے اپنی افترا پر دازی سے توبہ کرنی پڑے گی آخری صورت میں اسلوب کے لئے آیہ لعنت موجود ہے۔

وجہ استعجاب مبالغہ ہم آپ کی تسلی خاطر کے لئے تحریر کرتے ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ جب آپ نے امام محمد بن حنبل نے وفات پائی تو ان کے نائب خاص حضرت نووی اپنی کتاب

تہذیب الاسلام میں یوں گہر ریزی فرماتے ہیں کہ اوس دن میں ہزار ہوں ہی مسلمان جو سوتھے تاریخ
ابن خلکان میں بھی یہ کہانی موجود ہے۔

کیونکہ مروری عقل یہ روایت جو آپ کے امام کی کرامت پر شتمل ہو آپ کی عقل میں اوتار گئی ہوگی
اور آپ کی قصہ پر ایمان لائے ہوئے در نہ آپ کا امام نووی مستحقِ نعمت قرار پائینگے۔ اب فرمائیے
کہ یہ میں ہزار کا عدد مباغیہ یا حقیقتہً مستعمل ہوا ہے۔ پہلی صورت میں ہمارے مبالغہ کے سامنے
بھی سرعہ زور دینا چھوٹا ہے۔ اور دوسری صورت میں شمار کنندہ کا نام بتائیے ہم بھی تو یقین کہ
وہ خبر وہ نہ اور شمار کرنا لاکھ یا پانچ لاکھ کا کوئی غبی حوالی ہے یا صادق اللہ بہر۔

میر صاحب اگر دماغ میں عقل سلیم رکھتے ہو تو غور کرو اگر آپ تامل و تدبر سے کام لیں گے تو آپ کو
اپنے امام کی کرامت نووی کی خبر ابن خلکان کی تائید چندو خانے کی کہانیوں سے زیادہ واضح
ثبات ہوگی۔ پچاس ہزار سال کی زندگی میں تو یہ دن نصیب ہوا کہ ایک یہودی کو بھی مسلمان
بناتے مرنے میں یہ زور و طاقت کہ میں ہزار قلعے فتح ہو گئے پچاس ہزار سال کی پیرانی میں پندرہ سال
میں پندرہ معلوم ہوتا ہے کہ نووی صاحب اور ابن خلکان نے یہ کہانی اپنے دل سے تراشی ہے یہ امام
نووی وہی بزرگ ہیں جنہوں نے صحیح مسلم کی شرح لکھی ہے۔

استحسان مبالغہ کی دوسری وجہ آیہ قرآنی سے مستنبط اور تفسیر کبیر جلد ۱۰ تفسیر سورہ المساج
صفحہ ۲۹ سے ماخوذ ہے۔ فخر رازی نے آیہ فی بقی مکان مقدار خمسین الف سنۃ کے ذیل
میں ایک احتمال کی بنا پر لکھا ہے کہ پچاس ہزار سال کی مدت کو مبالغہ روز قیامت کی حدائی
مراد لی گئی ہے۔

کیونکہ جناب آپ کے امام نے پچاس ہزار کے عدد کو مبالغہ پر محمول کر لیا تو پھر ہم اپنے راوی
کے تیس ہزار کے عدد کو مبالغہ کیونکہ ہمیں۔

انہی میں ہم نے آپ کے خرافات کا ازالہ کر کے ثابت کر دیا کہ ہماری روایت عقل کے خلاف
انہی میں لہذا موضوع اور غلط بھی نہیں ہے چونکہ آپ نے اپنی عقل کھدے ہماری حدیث

گو جانچے ہے اس نے آپ کی بات قابل اقامد نہیں ہو سکتی۔

میر صاحب دیکھئے عقل کی بات یہ جو کہ اول اپنی بخاری کو پاک و رصاف کر لیجئے اور اپنے مذہبی عیوب مٹا ادا اپنے مذہب گندیہ کے جراثیم ہلاک کیجئے تب دوسرے کی حرمت آنکھ اٹھا لیگا۔
بہسے انھوں کی بات یہ کہ آپ کے دماغ میں موضوعات کلینی تراشے کا شوق پیدا ہو گیا لیکن آپ نے

بھوات بخاری پر نظر نہ فرمائی۔ عذاب اللہ الباری علی راس النجاری کو آپ نے ایک آنکھ نہیں دیکھا تنقید بخاری کے مطالعہ سے آپ نے جان چرائی حد سارق سے آپ نے محو القرآن کو نہیں بچایا۔ موضوعات بخاری کی تصویر آپ کی آنکھوں سے اوہل ہو گئی اور موضوعات کلینی لکھنے کا سودا آپ کے دماغ میں آگیا۔ توبہ توبہ نہ معلوم کس بہتے پر آپ نے امر محال کا قصد کیا جو

تصویر خیم کا دو پہلو لیجئے میر صاحب ہم آپ کے مذہب کا اصلی چہرہ دکھاتے ہیں اور بطور نوہنہ آپ کی موضوعات پیش کرتے ہیں اگر گوں میں خون حیت موجزن ہے اور دل میں غیرت اور شہم بے نور میں حیا باقی ہے تو سامنے آئے اور شیرون سے آنکھ ملائے پھر اپنے موضوعات کے انبار دیکھئے گا۔ سر دست ہم آپ کے امام شوکانی سرگردہ و بامیہ کے قواعد مجموعہ کو اپنے سهام ملائے کیلئے آماجگاہ بناتے ہیں۔ دیکھو کتاب خرافات کا صفحہ ۱۱۲ کہ یوں اشک ریزی ہوئی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت بوکر کی خدمت میں جبریل میکائیل حاضر ہوئے جبریل کے ہاتھ میں ابریق طلائع پر از آب جنت اور میکائیل کے ہاتھ میں رومال دیا تھا جبریل نے آپ کو آب صفا دیا اور میکائیل نے آپ کے ہاتھ پاؤں پوچھے اوس لڑے پر نقش تھا لا یموت الا بعد الاذن اللہ الصدیق کا کعبہ کون جناب یہ تو بتائیے کہ وضو کے بعد ہاتھ ہاتھ نہ پوچھئے کا حکم آپ کے مذہب میں کیا ہے۔

انھوں نے جیدیوں سے بڑی چوک ہو گئی کہ اس گروہ ضلالت نے کلمہ طیبہ مٹا کر اپنے لئے نیا کلمہ ایجاد کیا ہے یعنی لا الہ الا اللہ مالک ابو الدین کا شک یہ لوگ اپنے امام شوکانی کا مروی کلمہ اختیار کرتے تو حدیث پر بھی عمل کرتا اور بدعت پرستی نہ ہوتی اور جناب صدیق کی یاد بھی تانہ

دوسری روایت جبکہ خدا نے ارواح کو پیدا کیا تو روح ابوبکر کو سب سے مقدم رکھا۔ مدیر انجم صاحب
لومبارک ہوا آپ خلیفہ حضرت آدم سے لیکر تا خاتم کل بنیاد سے مقدم ہو گئے۔

تیسری روایت آسمان پر خدا کراہت کرتا تھا کہ زمین پر ابوبکر سے کوئی گناہ سرزد ہو۔ میں
کہتا ہوں افسوس مدیر انجم کے آسمانی خدا کی کراہت حضرت ابوبکر کی آخر زندگی تک دو زمین
ہوئی۔ وجہ نیک فر کے گھر میں پیدا ہوئے چالیس سال کی عمر تک بت پرست و مشرک ہر خدا کو کراہت
کرتا رہا۔ پھر جہاد سے بھاگے خدا نے کراہت کی۔ خلیفہ میں شکست کھائی خدا نے کراہت کی۔
اسامہ کے لشکر میں نہ گئے مخالفت رسول کے مرتکب ہوئے خدا نے کراہت کی۔ دفن رسول میں
شریک نہ ہوئے خدا نے کراہت کی۔ دختر رسول کو ورثہ نہ دیا خدا نے کراہت کی۔ آپ کے سر پر
شیطان رہتا تھا خدا نے کراہت کی آپ نے عمر صاحب کو خلیفہ بنایا خدا نے کراہت کی اس لئے
کہ جب اجماع صحابہ معیار خلافت قرار پا چکا تھا تو پھر بے اصل استخلاف کیونکر مرضی خدا کے
مطابق ہو سکتا ہے۔

چوتھی روایت رسول اللہ فرماتے ہیں جبکہ ہم معراج کیلئے آسمان پہنچے تو ہم نے فرشتوں سے کہا کہ
میرے بعد علی بن ابیطالب خلیفہ ہونگے یہ خبر سننے ہی فرشتوں میں ہلچل مچ گئی آسمان میں شور برپا ہو گیا
کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں یا رسول اللہ مشیت ایزدی ابوبکر کے سوا اور کسی کا خلیفہ ہونا پسند نہیں کرتی
لیجئے ناظرین فرشتوں کی عصمت تشریف لے گئی کہ انھوں نے رسول اللہ کو ٹھہرایا اور خلافت حضرت
عمرو عثمان بھی رفوچکر ہوئے کہ دونوں خلافتیں مشیت خدا کے مطابق نہ تھیں اب مدیر صاحب اس
روایت کو موضوع اور جو تا سیدم کرین یا خلافت ثانیہ اور ثالثہ کی صداقت ہی ہاتھ اٹھاؤ۔
پانچویں روایت اگر ایک پل میں ایمان ابوبکر رکھا جائے اور دوسرے میں کل مخلوقات کا ایمان حاصل
جائے تو پل ایمان ابوبکر ٹھکتا ہوا رہے گا۔

اے سجان اللہ ختم بد دور خدا نظر بد سے بچائے کیا بے مثل بیان ہے جس کے مقابلہ میں کل انبیاء
و مرسلین اور فرشتوں کا ایمان ہیج ہے۔ آپ کے ایمان کے نیچے فصل مخلوقات الہی علی بیان ہو گیا

کیون مدیر صاحب حضرت ابو بکر کے ایمان میں اتنا بوجھ کہاں کر آگیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے چھ سالہ
 سنگ پرستی کی برکت و وزن زیادہ ہو گیا ہوگا اور کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی شاید مدیر انجم کا روشن
 دماغ اس سہمہ کو مل فرمائے لاکھوں کھلاقۃ اللہ
 خدا سمجھے ان کی جنھوں نے فضائل نشہ وضع کر کے دین میں رخنہ ڈالا اور خرافات مذکورہ کو شکوہ
 اور شوکانی بندوں کے سوا اور کوئی صاحب عقل تسلیم نہ کرے گا۔

رَدُّ مَوْضُوعَاتِ کَلْبَنی

گو تیس مشاطہ بننا چہرہ کو زینت دیتی ہو لیکن حماقت ماب کی اوندھی رفتار پر سچ کر اندھا ماسیدی
 چاہتا ہے کہ دنیا کی نگاہیں پٹ ہو جائیں "اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوچی۔ مدیر انجم کو دیکھتے
 کہ جب ہم خاموش رہیں تو باز ادائی بڑھیا کی طرح بڑبڑاتے ہیں طوفان بے تیزی برپا کرتے ہیں
 اور تو اور آپنے ہماری اصول کافی پر موضوعات کا الزام لگایا ہے ایک حدیث سے تو ہم ادنیٰ خرافات
 مٹا چکے۔ آج دوسری حدیث کے دامن سے انکی نجات کدک ادا کرتے ہیں لیکن اول المیس
 المیس ملاحظہ ہو۔ دیکھئے انجم جلد ۳ نمبر ۱۴

(۳) عن الاصمغ بن یثاۃ عن علی علیہ السلام قال سمع جبریل علی احمد فقال یا ادم انی
 امرت ان اخیرک واحدة من ثلث فاخترت واحد اثنتین فقال له ادم وما الثلث
 فقال العقل والحیاء والذین فقال احمد انی قد اخترت العقل فقال جبریل للحیاء
 والذین انصرفا ودعاہ فقالا لجبریل انا امرنا ان نلون مع العقل حیث کان قال
 فتنا کلما وخرج

(ترجمہ) روایت کے بعد جو کچھ شک بریزی ہوئی ہے اس کا مکمل ہم لکھتے ہیں یعنی اس فلاں عقل معایت کو کتاب العقل میں
 درج کرنا متنازعہ نہیں کی مسئلہ یہ ہے کوئی قائل شیعہ اس حماقت کو امیر المؤمنین کی طرف منسوب کرے گا کہ اس کو خدا کے پہلے خلق
 کا ہے عقل وہ ہے چاند نیل میں ہونا لازم آتا ہے۔

روایت مذکورہ کاراوی اسل بن زیاد کی جو تفسیر نہیں ہے اس کی روایت صحاح میں شامل ہوئی ہے تاہم نہ موضوع پر اور نہ عقول عقلی ہی ہاں اگر دیہ الخیر اس کو اپنی عقل کے مخالفت سمجھیں تو تصور فہم کی دلیل ہے۔ حقائق آب صفت علم سے کورے مراتب عقل کی تفاوت مدللج حیا سے بے خبر ہیں۔ عین عیب چین کو نکتہ چینی کا مرض ہے لہذا ہم مدیر کی جہات واضح کر دینگے کہ عقل حیا دین کے معانی کا تقسیم ہمارے بیان سے ظاہر ہو جائیگا کہ آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مصنف بعضات مذکورہ تھے لیکن انہم کو پایز لیا ہو گیا ہے۔

مراتب عقل اصطلاح عقل میں عقل کا چند معانی پر اطلاق ہوتا ہے انہیں کو صفات عقل بھی کہتے ہیں پہلے معنی عقل وہ قوت دہرا کہ ہر صحت کی وجہ سے ہونا بھی ہر کئی بدی میں قیصر کر لیتا ہے اور جو انون کی متنازع ہو جاتا ہے اسی معنی میں عقل موجب تخلیف اور مدار ثواب عقاب ہوتی ہے۔ یہ عقل انسان کو ہر طبقہ میں پائی جاتی ہے خواہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ۔ شریف ہو یا کمینہ زمین ہو یا اجس امیر ہو یا غریب ہجام ہو یا بھیشمارہ۔ کا کوری کے جولہے اور پائتا نالہ کے صلائی بھی اس کو محروم نہیں ہیں اسی قوت مانعہ والا عقل تصور ہوتا ہے ہاں جس کی کا دماغ اس کو خالی ہو وہ مجنون ہے اور اگر وہ تخلیف کو خارج ہے۔ دوسرے معنی عقل اس قوت کا نام ہے جس کی وجہ سے اور معاش کی تعلیم لکھنا ہی کا نظام درست ہوتا ہے اس مرتبہ والی عقل کی دو قسم ہیں ایک عقل معاش دوسری نکرہ یعنی اگر امور معاش کی تعلیم موافق شرع اور مطابق مشار پروردگار ہو تو قسم اول کہلائیگی اور اگر اس کے خلاف عملدہا ہو تو۔ اس کا نام نکرہ ہوگا اسی کو شیطنیت بھی کہتے ہیں صاحب نکرہ احوام الناس کے نزدیک گو عقل کی لیکن اہل حق ایسے شخص کو زمرہ عقلدار میں شمار نہیں کرتے ہیں چونکہ یہ لوگ نیکی ابدی میں امتیاز دہکتے ہیں اور تکلف بھی ہیں لہذا اس معنی سے یہ لوگ حافل ہوئے لیکن اہل حق بوجہ انکی مسطنیت کے انکو نامستول سمجھتے ہیں۔

تیسرے معنی عقل وہ ملکہ فسانہ اور کیفیت زورانیہ ہو جو انسان کو فعل خیر کی طرف راغب بناتی ہے اور برائیوں کو بجاتی ہے عقل باریہ یعنی کامل کہلاتی ہے۔ اس عقل کے بہت ہی مراتب ہیں سب اعلیٰ

درجہ وہ ہے کہ نفس انسانی قوت شہوانیہ اور غضبیہ کے قلب سے محفوظ رہتا ہے۔ نفس لامع کی پوری نہیں کرتا۔ اور تسلط شیطانی سے بڑی رہتا ہے۔ یہی عقل کامل موجب کمال ایمان ہوتی ہے۔ اسی درجہ کے ہوشیار کا یمن کی فتح قرآن میں آئی ہے۔ انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا ایہی حضرات کے کمال ایمانی پر نص جلی ہے۔ یعنی شیطان کا غلبہ اور تسلط ایمان والوں پر نہیں ہوتا ہے۔ آیت مذکورہ کو مد نظر رکھتے ہوئے مدبرِ انعم کو لازم ہے کہ اپنے حضرت صدیق کے ارشاد اہل شیطانی یعنی یحییٰ میں غور کر کے آنجناب کو تسلط شیطانی سے بچا کر فرست مؤمنین میں داخل فرمائیں۔

الحاصل ہر کثیف میں ایک ہی عقل ہوتی ہے لیکن لمحاظ مراتب و صفات اس کے چند نام دیئے گئے ہیں پس جو شخص پہلے مرتبہ سے متصف ہے وہ عاقل بھی کہلائے گا اور کثیف بھی۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے معنی سے انسان کا عقل حکیم سے انصاف ضروری ہوگا۔

اس مطلب کی توضیح یوں بھی ہو سکتی ہے کہ تیسرے معنی کا حامل عقل کے پہلے درجہ پر ضرور قائم ہوگا اسی طرح دوسرے صفت کا موصوف پہلی صفت کے عقل سے متصف ہوگا۔ لیکن عکس ضروری نہیں ہے کہ جس کی عقل پہ پہلے معنی صادق آئیں اس کی عقل دوسری (اور تیسری) صفت سے بھی متصف نہ بھی جائے۔ یا جس کی عقل سے دوسرے معنی متعلق ہوں وہ تیسرے معنی کا بھی حامل مانا جائے۔

حیاء اس کیفیت انفعالیہ کا نام ہے جو انسان کے دل میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان ان باتوں کو قبول کرتا ہے جو اس پر وارد ہوتی ہیں۔ حیاء کے مختلف درجے ہوتے ہیں۔ ہر درجہ کی عقل کے ساتھ ایک قسم کی حیا ضرور ہوتی ہے۔ لہذا ادنیٰ درجہ کا عاقل ادنیٰ حیا دار اور اوسط درجہ کا صاحب عقل اوسط درجہ کا حیا دار منصور ہوگا اور کامل العقل کی حیا بھی کامل ہوگی۔ پس ہر صاحب عقل و کثیف کا حیا دار ہونا لازم ہوگا۔ لیکن صاحب کلاؤ و شیطنت کو اہل حق اس لیے صاحب کثیف کہتے ہیں کہ وہ شیطانی وسوسوں سے متاثر ہو جاتا ہے اور احکامِ اکبر سے افرینیں لیتا ہے

یہ اُس کا اختیاری فعل ہوتا ہے۔

دین | اُس قوت فاعلہ کا نام ہے جو آدمی کو طاعت خدا کی طرف رغبت دلاتی ہے اور نافرمانی سے بچاتی ہے۔ اس قوت کے لیے بھی مراتب ہوتے ہیں لہذا جس درجہ کی عقل اور حیا ہوگی اسی مرتبہ کا دین بھی ہوگا۔ اگر وہ دونوں مقبض ادنیٰ ہیں تو دین بھی ادنیٰ ہوگا اور اگر وہ دونوں اعلیٰ ہیں تو دین بھی کامل ہوگا۔

صاحب شیطنت و نکرا اہل حق کے نزدیک اس لیے بیدین ہوتا ہے کہ وہ فرائض الہی کا

تابع نہیں ہوتا ہے۔

اصل مدعا | تمہید مذکور کے بعد بعد بشکور لکھنوی کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس وقت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تھے یقیناً مکلف تھے پس آپ کا عاقل و باحیا اور دیندار ہونا تسلیم کرنا پڑیگا کیونکہ تینوں چیزیں مکلف سے جدا نہیں ہو سکتیں۔ تیز امین وحی بھی اللہ کے سامنے تین چیزیں پیش کرنا اور ایک چیز کے انتخاب کا اختیار دینا اور حضرت آدم کا عقل کو منتخب فرمانا اس بات کی دلیل تین ہے کہ آنجناب عاقل بھی تھے ورنہ عقل کو ترجیح نہ دیتے۔ اور حیا دار بھی تھے ورنہ اشرار ہی نہ لیتے اور دیندار بھی تھے ورنہ امر پروردگار کی اطاعت ہی نہ کرتے حالانکہ یہ سب باتیں پوری ہوئیں پس معلوم ہو گیا کہ جناب آدم یقینی طور سے نصف بصفت ثلثہ مذکورہ تھے۔ ایک شبہ کا ازالہ | اب رہی یہ بات کہ جب صفی اللہ تینوں صفتوں سے موصوف تھے تو پھر ان چیزوں کے پیش ہونے کی ضرورت ہی کیا تھی کہ تحصیل حاصل باطل ہے۔

الجواب۔ گو حضرت آدم بجا از بغیرت و تکلیف تینوں صفتوں کے جامع تھے لیکن جس وقت خلافت آسمیہ کے لیے آپ کا انتخاب ہوا تو خلیفۃ اللہ کا صفات کا ملکہ سے اتصاف ضروری ہوا تھا بنا بریں عقل کامل۔ حیا سے کامل۔ دین کامل آپ کے سامنے پیش ہوا اور بغیر امتحان عقل ایک چیز کے انتخاب کا آپ کو اختیار دیا گیا۔ آپ نے عقل کو منتخب کر کے انہی عقل سابقہ کا ثبوت دیدیا۔ اور امتحان خدا میں کامیابی حاصل فرمائی۔ پس معلوم ہوا کہ خدا کا پہلا خلیفہ

تینوں صفتوں سے متصف تھا لہذا روایت معصومہ غلط نہیں ہے اور اس پر موضوع ہونے کا الزام میر تقی محمد کی بیوقوفی اور افترا پر دنازی ہے۔

مولوی عبد الباقی صاحب کیسے دل سے طرب و قلب لرزاں میں تسلی ہوئی یا نہیں آپ نے دیکھ لیا اور بغیر حلیہ آپ تجاہل عارفانہ کے مرکب نہ ہوں تو آپ بخوبی واقف ہیں کہ خلیفہ کے لیے عقل و حیا و دین کا مل ہونا چاہیے اب مہربانی کر کے اپنے خلفاء ثلاثہ میں صفات مذکورہ ادنیٰ درجہ کی ثابت کر دیجیے۔ اور میدان میں آکر ثبوت دیجیے۔

سوال از میر النعم | میر صاحب یہ تو فرمائیے کہ حضور سرور عالم قبل بعثت مومن تھے یا مسلمان نہیں۔ اور ایمان کی حقیقت سے آگاہ تھے یا نہیں۔ پس اگر مومن تھے تو آپ کی تفسیرِ فاتحہ الغیب میں یہ ذیل آیہ و وجہ لکھنا لافہندی کیوں موجود ہے کہ تو یہ تو بہ آنحضرت قبل بعثت بتوں کی پشش کیا کرتے تھے۔ بڑے فسوس کی بات ہے بلکہ موجب سہ لعنت ہے کہ آپ کی مذہبی تفسیر میں گندہ خرافات اللہ کے خلیفہ آخرین کی طرف منسوب کی گئی ہے لہذا تفسیر بنو کو نہ در آتش کر دیجیے جس طرح آپ کے جامع القرآن نے کتاب اللہ کی جلدیں جلوائی تھیں۔ پڑیے فیض الباری شرح صحیح بخاری ص ۲۱۲ پس تب کہ آپ کے مذہب میں قرآن جلا تا فضل خلیفہ ہو کر جائز ہو گیا تو فاتحہ الغیب کس شمار میں ہے۔ میر صاحب تم محرم القرآن سے احراق القرآن کا جرم اپنی آخر زندگی تک نہیں مٹا سکتے۔ آپ نے انجم کے کسی نمبر میں لکھا ہے کہ جو کچھ علما یا گیارہ موجب گمراہی تھا۔ فسوس میر صاحب تھ ہے ایسے ایمان پر جو کلام اللہ کو موجب گمراہی لکھے۔ اور بتائیے کہ اگر حضور سید عالم قبل نزول قرآن حقیقت ایمان سے وہن اور کتاب کے عالم تھے تو قرآن میں کیوں آیا ہے ماکنت تدری ما لکتاب لا الایمان (سورہ شعراء یعنی اسے رسول تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے۔

اگر آپ کی طرف سے یہ سوال ہوگا تو ہم فوراً جواب دیں گے کہ خدا کا آخری خلیفہ جو سارے عالم کے شہنشاہ اور سلطان الہی ہے قبل بعثت کتاب کا بھی عالم تھا اور ایمان سے

بھی واقع تھا۔ لیکن علم و طرح کا ہوتا ہے ایک اجمالی دوسرے تفصیلی۔ آیت مذکورہ میں علم کی نفی ہوئی ہے۔ کیونکہ قرآن و ایمان کا علم اجمالی آپ کو پہلے سے حاصل تھا۔ ان کی تفصیل بعد میں ہوئی۔ قبل بعثت جو چیز اجمالی طور سے حاصل تھی بعد بعثت ان کی تفصیل ہو گئی لہذا اس مثال کو مد نظر رکھتے ہوئے سمجھ لیجیے کہ حضرت آدم قبل سہو ط عاقل بھی تھے۔ اور حیادار و با ایمان بھی تھے لیکن بوقت اصطفا و انتخاب و چھ مہینوں کا مل کر دی گئیں۔

میں انتظار کروں گا کہ آپ میرے سوالوں کا جواب کیا دیں گے۔ اب آپ کے ذمہ ہمارے بیالیس سوال قرض ہو گئے مہربانی کر کے فراموش نہ کیجیے گا۔

۲۰۰۰

داتا گنج نامہ شیعہ کلنڈر
یہ کلنڈر شیعہ اخبار کے دفتر سے ہیں بغرض ریوڑ ملا ہے، تین رنگوں (سبز، سنہرے اور نیلے) سے طبع کیا گیا ہے ائمہ معصومین اور بیعتیں پاک علیہم السلام کے اسمائیت خوشخط لکھے ہوئے ہیں کاغذ سفید اور چمکانا ہے شیعہ گھروں میں اس کا وجود علاوہ بیخ نمائی کے باعث برکت بھی ہے۔ قیمت قسم اول ہر قسم دوم ۳۰ روپے

لئے کا پتہ :- فیہر شیعہ بک انجینی موچی دروازہ لاہور

۱۰۰۰

جلسیہ دو گار جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ اگر

بتاریخ ۱۵-۱۶-۱۷ اپریل ۱۹۹۸ء مطابق ۱۲-۱۳-۱۴ شوال ۱۴۱۸ھ بقید ایام جمعہ رشتہ یکشنبہ بمقام مزار اقدس منعقد ہوگا حضرات علماء و اعلیٰین جمعیوں روزنہ افروز مجالس و محفل ہونگے حضرات ذرا کرین اپنی تشریف آوری و دہشتہ قبل سکریٹری کو مطلع کریں اور جو صفا اپنے لئے جاری فام علحدہ جاتے ہوں کرایہ ڈیڑھ ہجیرین ورنہ کوئی ذمہ داری نہ ہوگی جہاں اسکا خط و کتابت وغیرہ تیر فیل سے ہونا چاہئے

حیدر علی اللہ سوی آنریری سکریٹری دارالکھانہ دلال باغ نواز شہید ثالث اگر

نمکان

۱۱۰۰ء سے شور و محبت خوب ہی چھڑکا نک
ہڈیاں انکی ہما کس کس مڑے سے کھائے ہو

عثمان بن عفان غنی آپ کا لقب فدائورین جو آپکی والدہ کا تعلق ازد و ارج کچھ دنوں ایک یہودی سے بھی رہا مگر وہ حسب موقع محل تھا لہذا کسی سہلو کو سہیں گنجائش کلام نہیں کیے کہ لہذا یہ ملک خوشنور و نہتہ آپ کی بہن کا نام اسی آمنہ تھا جاہلیت کے زمانے میں آپ مشاطہ تھیں منہ کے ساتھ رسول اللہ کے پاس آئیں اور بیعت کی بیعت اس بات پر ہوئی کہ نہ شرک اختیار کریں اور نہ زنا کریں شایدا کے پہلے یہ سب امور سوا سر نہ ہوتے تھے آپ کے بھائی صاحب یعنی حضرت عثمان نہ معلوم بیعت رضوان میں شریک تھے یا نہیں مگر بڑے صاحب اور مہذب صاحب نے تو یقیناً بیعت کی تھی اور وہ بیعت جان کے بیچے پر ہوئی یعنی یہ لوگ اپنی جان عزیز کو بھیج کر چکے تھے اور ان کو حق نہ تھا کہ وہ بازاری جماد میں اسکو بھاگ کے بچائیں مگر بھاگے اور ایسے کہ تاریخی صفحات اور خلفا کے چہرے آج تک غبار آلود دکھائی دیتے ہیں معلوم ہوا کہ وہ بیعت ٹوٹی پھر تجدید بیعت ہوئی تھی یا نہیں اسے اللہ بہتر جانتا ہے

ہاں تو خیال اس بات کا ہے کہ جب عثمانی بیعت کی نہ مجید زار کے جھٹکوں سے ٹوٹی تو انکی ہمیشہ تو بیچاری عورت ذات تھیں نہ معلوم وہ بیعت جسکو ان لا یشرا کن باللہ ولا یسرقن ولا یزنین ظاہر کرتا ہے سالم رہے یا ٹوٹی خلفا کا نقص بیعت تو بتاتا ہے.... کہ.... قیاس کن دھگستان من بہارم را (از صابہ ص ۲۲)

مدیرانہم سے ایک سوال کیوں مدیر صاحب اگر رسول اللہ کی لڑکیاں رقیہ اور ام کلثوم عثمان غنی کو بیاہی تھیں تو ان میں کون سے سرخاب کے پر لگ گئے اور کون فضیلت آئی کہ آپ لوگوں نے ”ذوالنورین“ کے لقب سے لقب فرمادیا؟

اگر آپ کچھ کہہ سکتے تھے تو شاید اس وقت جب یہ لڑکیاں کنواری حضرت غنی کو

بیاد دہی جاتیں، مگر تاریخ اور آپ کی کتابیں اسکو ثابت نہیں کرتیں کیونکہ معلوم ہے کہ حضرت عنی سے پہلے رسول اللہ کی یہی دونوں لڑکیاں عتیبہ و عتبہ بن ابی اسب کو بیابا ہوئی تھیں جنکی ماں حالتہ الحطب تھی اور جسکی ذمت قرآن میں تصریحاً موجود ہے۔ چنانچہ ملاحظہ اختیار باب الرادۃ ۲۹۹ بر حاشیہ اصابع مصر۔

وكانت رقية بنت رسول الله تحت عتبة رقية بنت رسول الله عتبہ بن ابی اسب کو بیابا تھیں
بن ابی اسب وكان تحتها ام كلثوم تحت ورام كلثوم رقية کی بہن عتیبہ بن ابی اسب کو بیابا تھیں
عتیبہ بن ابی اسب فلما نزلت تحت يد ابی اسب جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابی اسب نے
قال لهما ابی اسب فارقا ابنتی محمد بیٹوں سے کہا کہ رسول کی لڑکیوں سے مفارقت کرو
اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں کو یعنی عتیبہ و عتیبہ کو آپ کوئی لقب کیوں نہیں دینے کیونکہ حضرت
عنی کا شرف اور یہ لقب محض دختران رسول سے تھا۔ یہ بھی فرامیے کہ عتیبہ و عتیبہ بہتر تھے
یا حضرت عنی، جسوقت یہ شادی ہوئی تھی اسوقت عتیبہ و عتیبہ کی طرح حضرت عنی بھی موجود
تھے مگر رسول نے ان دونوں کو ترجیح دی اور انکی بات بھی نہ پوچھی بسبب ان دونوں نے یہ حکم
بواسبب دختران رسول کو طلاق دیدیا تو عثمان عنی سے یکے بعد دیگرے ترویج ہوئی، اب
دیکھیے نفاق و کفر کے پتے برابر ہیں۔ نہیں بلکہ اگر غور کیجیے گا تو کفر کا پتہ فضیلت میں جھلکتا ہوا نظر
آئے گا کیونکہ حالت بکریں عتیبہ و عتیبہ کے ساتھ عقد ہوا تھا اور یہ دو فضیلت تھی جو سراپا فخر
ام المؤمنین عائشہ ہے، اب وہ فخر کہاں گیا؟

علامت نفاق

وان اردت ان توفق لا صلاح عيب نفسك فارتك التجسس عن عيوب

الناس فان التجسس من شعب النفاق (حیوۃ النبیان و میری جلد اول مطبوعہ مصر نمبر ۶۵)
اگر یہ چاہتے ہو کہ تم اپنے عیب کے اصلاح کے لیے موفق ہو تو لوگوں کے عیب کا تجسس نہ کرو

کیونکہ تحبس نفاق کا ایک شعبہ ہے۔

وہ خلاق اسلامی حکمی تعلیم رسولؐ نے کی اسکا ذکر شیخ ابو الحسن شاذلیؒ نے کیا ہے منجملہ انکے رسولؐ نے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ تحبس عیوب نہ کرنا اور اس تحبس کو نفاق کی علامت قرار دی ہے کلام ربانی نے بھی لا تجتسوا کہہ کے اسے روکا ہے، مگر حضرت عمرؓ کی سیاست کے آگے نہاد رسولؐ کے قول کی بھلا کیا وقعت ہو سکتی ہے چنانچہ آپؐ میں یہ علامت نفاق ہمیشہ وجود رہے منجملہ سیکڑوں واقعات کے ایک یہ واقعہ تحبس ہدیہ ناظرین ہے جو نفاق عمر بر بنوری دلیل ہے۔

ازالہ الخفا مقدمہ دوم ص ۷۷

حضرت عمرؓ کو مدینہ کا گشت لگایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک گھر سے ایک شخص کے گانے کی آواز سنی آپؐ بڑا بھاد کے گھر میں گئے (معلوم ہوتا ہے دیوار بچھا نہ مے میں بھی شوق تھی) اچھا ہوا آجملہ نوے درہ حوالہ ہوئی دیکھا کہ ایک شخص ہے اسکے پاس ایک عورت ہے اور شراب ہر آپؐ نے لٹکا کر کہا کیوں اور تین خدا تو یہ جانتا ہے کہ تیری خدا پروردہ پرشی کر لگا حالانکہ تو اسکی معصیت کر رہا ہے۔ اس نے جواب دیا حضرت آپؐ اپنی تو کہیے، ذرا جلدی نہ کیجیے اگر میں نے خدا کی نافرمانی کسی ایک بات میں کی ہے تو آپؐ نے تین نافرمانیاں کی ہیں خدا نے کہا ہر کوئی کسی کے عیب کا تحبس نہ کرو اور آپؐ نے کیا۔ یہ ایک ہوئی خدا نے کہا ہے کہ پس پشت سکان سے آنا کی نہیں آنا جو تو دروازے سے آؤ اور آپؐ دیوار بچاند کے آئے یہ دو عورتیں خدا نے کہا ہر کوئی اپنے گھروں کے سوا کسی دوسرے گھر میں نہ داخل ہوا اور آپؐ میرے گھر میں گھس گئے و اجازت لی نہ سلام کیا (ابو حضرت سٹ پٹائے) کہنے لگے اگر میں مٹاؤں تو تو کو کوئی نیکی کرے گا؟ ۱۹ سے کہا نہ ہاں۔

ان عمر کان بعس بالمدینۃ اللیل فسمع صوت رجل فی بیت یتغنی فتسور علیہ فوجد رجلاً عندہ امراۃ و خمر فقال یا بعدا واللہ انظنت ان اللہ تعالیٰ یتبرک و انت علی معصیۃ فقال و انت یا امیر المؤمنین فلا تعجل ان الک حصیت اللہ فی واحدۃ فانت عصیت فی ثلاث قال اللہ تعالیٰ ولا تجسسوا وقد تجسسست وقال لیس الیران تاتو البیوت من ظہورہا وقد تسورت علی وقال اللہ لا تدخلوا بیوتاً غیریو تکمرو قد دخلت بیوتی لغیر اذن ولا سلام فقال عمر هل عندکم من خیر ان عفوت عنک قال نعم۔

سبحان اللہ کیا سیاست تھی، اس کے پہلے تو یہ غور طلب ہے کہ رسول نے بھی ایسا کیا تھا یہیں اگر یہ ایسا بوندہ تھی تو بدعت تھی یا نہیں، پھر یہ امر قابل ملاحظہ ہے کہ اگر معصیت تھی اور جی جسکی شہادت خود عمر نے دی تو حد کیوں نہ جاری گئی شرع کے نفاذ میں یہ کیوں ہوئی، تیسرے یہ بات نہایت دلچسپ ہے کہ خدا کی معصیت کے عفو کرنے کا پندار جناب کو تھا جب ہی تو فرمایا کہ اگر میں تجھے معاف کر دوں تو اسکے عوض میں تو نیکی کرے گا۔ بے بھلا دنیا بتائے کہ خدائی گناہ کے معاف کرنے والے آپ کون؟

ہر مقام پر آپ دوسرہ کے دلو کی طرح تشریف لے جاتے تھے اور جاہل سے جاہل شخص آپ کو کھوج کر دیتا تھا، یہ تھی آپ کی علمیت کیا اسی برتے پر یہ حدیث گڑھی گئی لو کان بنیامین بعدی لکان عمر رسول نے کہا اگر کوئی نبی میرے بعد ہوتا تو حضرت عمر ہوتے۔
”مرا برا رزو ہاے نظیری خندہ می آید“

کیا اب بھی خلافت آاب عریض القفا والا نقاب کے نفاق میں کوئی شبہ ہے؟

کیا فحاش و لعان صدیق ہو سکتا ہے؟

عن ابی ہریرۃ عن النبی لا یفتی لصدیق ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ نبی سے داخل ہیں کہ رسول نے ان کو لعان و مشکوٰۃ ص ۳۵ فرمایا کہ صدیق کو لعان (گالی گچھ کرنا) نہ مہزنا چاہیے۔

حضرت ابو بکر میں جاں سے تمام فضائل و زائل انجام تھے وہاں ایک فضیلت طعن و لعن و سب و تنم بھی موجود تھی چنانچہ صلح حدیبیہ میں آپ گالیاں تصنیف فرماتے تھے اور کفار و قریش کے نذر کرتے تھے ”وامصص بظلال اللات“ صنم لات کا اندام نہانی چوس، ”آپ ہی کے زئیں مصنفات سے ہی یوں ہیں لوجہات الکلاب بارجل ازواجہ البتی اگر ذوا ج نبی کی مانگیں کٹتے گھسیٹیں“ آپ ہی کا متولہ ہے، نے بھلا ام اہل بیت کی شان میں سوالان کے پر عالمیہ ار کے کون شخص ایسے الفاظ صرت کرنے کی جسارت کر سکتا ہے، خود اپنی زباں درازی کے قائل تھے

اور حضرت عائشہ بھی فرماتی تھیں کہ بابا جان بڑے پتھر باز ہیں، ان ابلاء و موکل بالمنطق آپ ہی کی کہی ہوئی مثل ہے جسکو ذکر صاحبِ جہرۃ الامثال نے کیا ہے، زبان ہی کی وجہ سے آپ کو روزہ دیکھنا پڑتا تھا۔

رسول کے نزدیک ابو بکر صدیق نہ تھے

کیونکہ ایک روز رسول نے فرمایا تھا کہ صدیق کہیں لٹان ہو سکتا ہے، خدا کی قسم کبھی نہیں دیا۔ شخص جہلمان ہو صدیق نہیں ہو سکتا، یہ روایت مشکوٰۃ ص ۳۵۴ پر مرقوم ہے۔

عن عائشہ قالت مرّ لنبی بابی بکروھو عائشہ سے روایت ہو کہ ایک روز رسول ابو بکر کی طرف ہو کر یلعن بعض رقیقنا لفت الیہ وقال گزرے تو دیکھا کہ ابو بکر اپنے ایک غلام کو گالیاں دے رہے تھے رسول نے کہا کہ کیا صدیق لٹان ہو سکتا ہے؟ لعانین و صدیقین کلا رب الکعبہ کبھی نہیں خدا سے کعبہ کی شرم۔

زبان بے زبان کو سزا

ایک دن حضرت ابو بکر اپنی زبان کی منہ میں مشغول تھے اسکو منہ سے باہر نکال لیتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ ٹھنڈی آتی تھی پلھت، ”کبھی کبھی لیتے تھے تو لڈی تک پہنچتی تھی جیسے بچوں کے لیے زبان دار رپڑ کا گیند دو آنے والا دباؤ تو زبان باہر نکال دے چھوڑ دو تو زبان اندر چلی جائے، مرض کریوں ہی زبان کو سزا دے رہے تھے جیسی انوکھی نگالیاں بڑی تھیں ویسی ہی انوکھی منہ بھرنا کرتے تھے، حضرت عمر نے جو دیکھا تو کہا بھائی یہ آپ کیا کر رہے ہیں خدا آپ کو بخشنے ایسا نہ کہیے، آپ نے جواب دیا بھائی عمر رہنے دو مجھے اسکی وجہ سے بڑے درد کھینے پڑے۔ دخل عمر جو ماعلیٰ ابی بکر ہو عیذ لسانہ اللہ مشکوٰۃ ص ۳۵۴

ابو بکر کو گالیاں دینے سے رسول اللہ خوش تھے؟

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابو بکر کو گالیاں دے رہا تھا اور

خدا کی قدرت کا تاثر دیکھئے

کیونکر
بذریعہ

معجون کا یا پلٹ

یہ قلم در خانہ بفضلہ تعالیٰ جبریل جو جبریل

ازت "خانہ مفت طلب" ایسا

یہ قلیل المقدار کثیر المنافع تمام مضرتوں سے پاک صاف مرکب ہے اثرات میں عجیب تاثیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام احراق و آگن عالم میں درجہ قبولیت کو پہونچا ہوا ہے ہمارا دوسرا تجربہ حسب ذیل شافعہ آج میں آ رہا ہے۔ اعضاء رئیس آل و تنہا جگر کوئے بھی می کر بردست قوت، فضا، ہوا، ہوس مرض جنسہ جوانی میں پیری کے آثار، اولاد سے مایوسی، بزدلی، خیالات، رابر سہر، بھگی کبھی موت کے خیالات کو ذہن میں جکر لگتا، تھوہیر، ریر، رعشہ، تھوڑی سخت سے بہت تھوڑی چہرہ بے رونق، دور دورہ، دھوبنا، دھیرہ و غیرہ شکایات پیدا ہوتی ہیں اور نہ نفع دے، سقد قوت پیدا کرتا ہے کہ قابل بیان نہیں خاصہ مردوں و گوس کے لئے آجیت سے کم نہیں ہے۔ اپنے ہاتھوں سے لپٹ جو ہر سچ کو بہادر کر چکے ہیں۔

نوٹ: ہر ہندو دل دوسرہ کرتے ہیں کہ یہ معجون چند ہی روز میں جو دن بادی کی کل مردہ قوتیں ضرور برعوض کرتا

مقدار ہر راک صرف ایک تولہ پورے ایک مہینہ کا ڈیہ قیمت تین روپیہ بارہ دانہ ہے

مرزا سجاد حسین عطاری مالک دو خانہ معین العیال جھولی تولہ جو ک کھسٹو

صلائے عام

دفتر سہیل بین میں ترجمہ کا کام پیش ہوتا ہے، عربی، فارسی اور انگریزی کتابوں کے تراجم سلیس اور دین کو چاہتے ہیں، ماہ محرم سے اسکا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ نہ صرف تراجم بلکہ تفسیر، فقہ، تاریخ، متعلق ہر کام اس مرکز علمی میں تھاغری کیا گیا، انجام دیا جاتا ہے۔ اجرت ترجمہ لیند خط و کتابت کو کیا سکتی ہے، ترجمہ

دواخانہ دارالدوبہ تیار کر ہو پیر بہتر دیکھو

حب کیمیا کے عشرت یہ دوا ان حضرات کے واسطے ہو جو اپنی قوت خود راہوں کر چکے ہو چنانچہ روڑ کے استعمال سے نظیر قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ بیان سے باہر ہو جو لوگ مایوس ہو چکے ہوں ان کو رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ قوت بہمی و جریان کیلئے اکسیر ہے متواتر استعمال سے مایوسوں کی امید برآتی ہے۔
قیمت فی درجن (ستر)

اکسیر اعصاب طاقت دہانہ پید کرنے کی ایسی دوا ہے جس کا شل نہیں ہی مرض کے شدید شدہ یا اٹھا کر لاغور داتواں ہو گئے ہوں اس کے استعمال سے قوت عود کرتی ہے رنگ خستہ سرخ و سفید ہو جاتا ہے حلیہ برونہ کے افعال کو تقویت قلب کو طاقت تہانہ و گرہ کے افعال کو درست کرتی ہے جریا کثرت خستہ و عرت کو دور کرتی ہے عورتوں کے خستہ امراض کا علاج ہے مرض انیمیا خون کی کمی میں اکسیر
قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ (عمر)

روغن بادشاہی حب اس دوا میں اس حالت میں ہے۔ یہ دوا مگر مقوی مع دویہ سے ترشیت میں نیارسیا ہے۔ نو تو قبل روقت سفید ہویتے۔ و کنت نشی و بد خوبی و د مس یہ دوا کو دور کرتا ہے باہنچی جڑ و نکو مضبوط کر کے گریتے بار رکھتا ہے مانو کو چکد و درواز کرتا ہے صنف مارک سونہ و عی محنت کریمو انون کیلئے بے نظیر ہے۔ قیمت فی شیشی (عمر)
اکسیر معدہ معدہ ہے۔ اس کیلئے حقیقتاً اکسیر ہے۔ قراقر۔ سور مضی۔ کم دوری معدہ نفع تہ۔ بواسیر بادی۔ در شکم ختمہ۔ میضہ۔ کو فوراً فائدہ کرتا ہے کسی ہی ثقیل غذا کھائی ہو تھوڑے عرصہ میں ہضم کرتا ہے معدہ کو قوی کر کے بھوک بڑھاتا ہے ایک دفعہ تجربہ فرمائیے۔ نو نہ صحت طلب کیجئے۔ قیمت فی شیشی (عمر)

نہرست گلان دواخانہ کی مفت طلب فرمائیے

منیجر دواخانہ دارالدوبہ دکتوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

